رجسٹرڈ ایل ۴۷

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم ان اللہ لا یغیر ما بقوم حتی یغیروا ما بانفسھم

قیمت پیشگی سالانہ عوام سے ۵؍ خواص اور معاونین سے ۱۰؍ ہندوستان سے باہر ۶

ایڈیٹر شیخ یعقوب علی تراب احمدی

الحکم

چہ گویم بانو گر آئی بجہاں قادیان بینی ✤ دوا بینی شفا بینی غرض دار الامان بینی

نمبر ۴۰ | دار الامن والامان قادیان ۳۱ اکتوبر سنہ ۱۹۰۱ع | جلد ۵

کلمات طیبات امام الزمان علیہ الرحمان

سلسلے کے لئے دیکھو نمبر ۳۹ جلد ۵

غرض تصور شیخ کا مسئلہ ہندوؤں کی ایجاد اور ہندوؤں ہی سے لیا گیا ہے چنانچہ قلب جاری ہونے کا مسئلہ بھی ہندوؤں ہی سے لیا گیا ہے قرآن میں اس کا ذکر نہیں اگر خدا تعالےٰ کی اصل غرض انسان کی پیدائش سے یہ ہوتی تو پھر اتنی بڑی تعلیم کی کیا ضرورت تھی صرف اجرائے قلب کا مسئلہ بنا کر اس کے طریقے بتا دئے جاتے مجھے ایک شخص نے معتبر روایت کی بنا پر بتایا کہ ہندو کا قلب رام رام پر جاری تھا۔ ایک مسلمان اس کے پاس گیا۔ اس کا قلب بھی رام رام پر جاری ہو گیا۔ یہ دھوکا نہیں کھانا چاہیے رام خدا کا نام نہیں ہے دیانند نے بھی اس پر گواہی دی ہے کہ یہ خدا کا نام نہیں ہے قلب جاری ہونے کا دراصل ایک کھیل ہے جو سادہ لوح جہلا کو اپنے دام میں پھنسانے کے لئے کیا جاتا ہے۔ اگر لوٹا لوٹا کہا جاوے تو اس پر بھی قلب جاری ہو سکتا ہے۔ اگر اللہ کے ساتھ ہو تو پھر وہی بولتا ہے یہ تعلیم قرآن نے نہیں دی ہے بلکہ اس سے بہتر تعلیم دی ہے

الا من اتی اللہ بقلب سلیم

خدا یہ چاہتا ہے کہ سارا وجود ہی قلب ہو جاوے۔ ورنہ اگر وجود ذکر خدا کا ذکر جاری نہیں ہوا تو ایسا قلب قلب نہیں بلکہ کالب ہے خدا یہی چاہتا ہے کہ خدا میں فنا ہو جاؤ۔ اور اس کے حدود و شرائع کی عظمت کرو۔ قرآن فنا نظری کی تعلیم دیتا ہے میں نے آزما کر دیکھا ہے کہ قلب جاری ہونے کی صرف ایک مشق ہے جس کا انحصار صلاح و تقوے پر نہیں ہے ایک شخص منٹگمری یا ملتان کی ضلع کا مجھے چیف کورٹ میں ملا کرتا تھا۔ اسے اجرائے قلب کی خوب مشق تھی۔

پس میرے نزدیک یہ کوئی قابل وقعت بات نہیں اور خدا تعالےٰ نے اس کو کوئی عزت اور وقعت نہیں دی۔ خدا تعالےٰ کا منشا اور قرآن شریف کی تعلیم کا مقصد صرف یہ تھا کہ

قد افلح من زکّٰھا

کپڑا جب تک سارا نہ دھویا جاوے وہ پاک نہیں ہو سکتا اسی طرح پر انسان کے سارے جوارح اس قابل ہیں کہ وہ دھوئے جاویں کسی ایک کے دھونے سے کچھ نہیں ہوتا اس کے سوا یہ بات بھی یاد رکھنے کے قابل ہے کہ خدا کا سنوارا ہوا بگڑتا نہیں مگر انسان کی بناوٹ بگڑ جاتی ہے۔

ہم گواہی دیتے ہیں اور اپنے تجربہ کی بنا پر گواہی دیتے ہیں کہ جب تک انسان اپنے اندر خدا تعالےٰ کی مرضی اور سنت نبوی کے موافق تبدیلی نہیں کرتا اور پاکیزگی کی راہ اختیار نہیں کرتا تو خواہ اس کے قلب سے

ہی آواز آتی ہو۔ وہ زہر ہو انسان کی روحانیت کو ہلاک کر دیتی ہے ورنہ نہیں ہو سکتی روحانیت کے نشو و نما اور زندگی کے لئے صرف ایک ہی ذریعہ خدا تعالےٰ نے رکھا ہے اور وہ **اتباع رسول** ہے۔ جو لوگ قلب جاری ہونے کے شعبدے لئے پھرتے ہیں انہوں نے سنت نبوی کی سخت توہین کی ہے کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بڑھ کر کوئی انسان دنیا میں گذرا ہے پھر غار حرا میں بیٹھ کر وہ قلب جاری کرنے کی مشق کیا کرتے تھے یا قنار کا طریق آپ نے اختیار کیا ہوا تھا پھر آپ کی ساری زندگی میں کہیں اس امر کی کوئی نظیر نہیں ملتی۔ کہ آپ نے صحابہ کو یہ تعلیم دی ہو کہ تم قلب جاری کرنے کی مشق کرو۔ اور کوئی ان قلب جاری والوں میں سے پتہ نہیں دیتا اور کبھی نہیں کہتا۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا بھی قلب جاری تھا۔

یہ تمام طریق جن کا قرآن شریف میں کوئی ذکر نہیں انسانی اختراع اور خیالات ہیں جن کا نتیجہ کبھی کچھ نہیں ہوا۔

قرآن شریف اگر کچھ بتاتا ہے تو یہ کہ خدا سے یوں محبت کرو۔ **اشد حبا للّٰہ** کے مصداق بنو۔ اور **فاتبعونی یحببکم اللّٰہ** پر عمل کرو اور ایسی فنا تم پر آجاوے کہ تبتل الیہ تبتیلا کے رنگ سے تم رنگین ہو جاؤ۔ اور خدا تعالےٰ کو سب چیزوں پر مقدم کرلو۔ یہ امور ہیں جن کے حصول کی ضرورت ہے نادان انسان اپنے عقل اور خیال کے پیمانہ سے خدا کو ناپنا چاہتا ہے اور اپنی اختراع سے چاہتا ہے کہ اس سے تعلق پیدا کرے اور یہی ناممکن ہے۔

پس میری نصیحت یہی ہے کہ ان خیالات سے بالکل الگ رہو۔ اور وہ طریق اختیار کرو جو خدا تعالےٰ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے دنیا کے سامنے پیش کیا ہے اور اپنے طرز عمل سے ثابت کر دکھایا۔ کہ اسی پر چل کر انسان دنیا اور آخرت میں فلاح اور فوز حاصل کر سکتا ہے اور صحابہ کو جس کی تعلیم دی پھر وقتاً فوقتاً خدا کے برگزیدوں نے سنت جاریہ کی طرح اپنے عمل سے ثابت کیا اور **آج بھی خدا نے اسی کو پسند کیا**۔ اگر خدا تعالےٰ کا اصل منشا یہی ہوتا تو ضرور تھا کہ آج بھی جب اس نے ایک سلسلہ گم شدہ صداقتوں اور حقایق کے زندہ کرنے کے لئے قائم کیا یہی تعلیم دیتا اور میری تعلیم کا منشا بھی ہوتا مگر تم دیکھتے ہو کہ خدا نے ایسی تعلیم نہیں دی ہے بلکہ وہ تو **قلب سلیم** چاہتا ہے۔ وہ **محسنون** اور **متقیون** کو پیار کرتا ہے ان کا **ولی** ہوتا ہے کیا سارے قرآن میں ایک جگہ بھی لکھا ہوا ہے کہ وہ ان کو پیار کرتا ہے کہ جن کے قلب جاری ہوں؟

یقیناً سمجھو کہ یہ محض خیالی باتیں اور کہانیاں ہیں جنکا اصلاح نفس اور روحانی امور سے کچھ بھی تعلق نہیں ہے۔ بلکہ ایسے کھیل خدا سے بعد کا موجب ہو جاتے ہیں۔ اور انسان کے عملی حصہ میں مضر ثابت ہوتے ہیں۔ اس لئے تقویٰ اختیار کرو سنت نبوی کی عزت کرو اور اس پر قائم ہو کر دکھاؤ۔ جو قرآن شریف کی تعلیم کا اصل منشا ہے۔

سوال۔ پھر صوفیوں کو کیا غلطی لگی

جواب۔ ان کو حوالہ بخدا کرو۔ معلوم نہیں انہوں نے کیا سمجھا اور کہاں سے سمجھا **تلک امة قد خلت لها ما کسبت** بعض وقت لوگوں کو دھوکا لگتا ہے کہ وہ ابتدائی حالت کو انتہائی سمجھ لیتے ہیں کیا معلوم ہے کیا انہوں نے ابتدا میں یہ کہا ہو پھر آخر میں چھوڑ دیا ہو۔ یا کسی اور ہی نے انکی باتوں میں التباس کر دیا ہو۔ اور اپنے خیالات ملا دئے ہوں اسی طرح پر تو توریت و انجیل میں تحریف ہو گئی۔ گذشتہ مشایخ کا اس میں نام بھی نہیں لینا چاہیے ان کا تو ذکر خیر چاہیے۔

انسان کو لازم ہے کہ جس غلطی پر خدا اس کو مطلع کردے خود اس میں نہ پڑے۔

خدا نے یہی فرمایا ہے کہ شرک نہ کرو۔ اور تمام عقل اور طاقت کے ساتھ خدا کے ہو جاؤ اس سے بڑھ کر اور کیا ہو گا **من کان للّٰہ کان اللّٰہ لہ**۔

سوال۔ حبس دم کیا ہے؟

جواب۔ یہ بھی ہندو جوگیوں کا مسئلہ ہے اسلام میں اس کی کوئی اصل موجود نہیں

سورۂ ملک کا ترجمہ اردو نظم میں

بسم اللّٰہ الرحمٰن الرحیم

تبارک الذی بیدہ الملک وھو علیٰ کل شیءٍ قدیر

مبارک نہایت ہی وہ ذات ہے
جو اک منبع فیض و برکات ہے
اسی کا ہر اک چیز پر راج ہے
ہر اک اس کا محکوم و محتاج ہے
ہے سارا جہان اسکا فرمان پذیر
وھو علیٰ کل شیءٍ قدیر

الذی خلق الموت والحیٰوۃ لیبلوکم ایکم احسن عملا وھو العزیز الغفور۔

ہر اک شے پہ غالب اسیکی ہے ذات
کہ کی جس نے پیدا حیات و ممات
کہ تمہاری وہ تا آزمایش کرے
عمل کون کرتا ہے تم میں بھلے
ہوئی موت سے تم کو عبرت ہے کیا
ہوا زندگی میں ہدایت ہے کیا
وہی ہے زبردست سب پر خدا
جو بوے گا وہاں منکر اسکو سزا
جو ڈھونڈیں اگر دل سے اللہ کو
وہ ہے بخشنے والا ان کے گناہ

الذی خلق سبع سمٰوٰت طباقا ما تریٰ فی خلق الرحمٰن من تفاوت فارجع البصر ھل تریٰ من فطور

وہی ذات حق جس نے پیدا کئے
یہ سات آسمان سارے اوپر تلے
ہے اللہ نے جو کچھ ہے پیدا کیا
نہ تو نقص و عیب اس میں کچھ پائیگا
سو تو غور سے دیکھ سارا نظام
یہ ہے چل رہا کس طرح انتظام
تو ڈال آسمانوں پہ گہری نگاہ
کہ ہے رخنہ و عیب کی کوئی راہ

ثم ارجع البصر کرتین ینقلب الیک البصر خاسئا وھو حسیر

پھر اب تو نگاہ کر ادھر بار بار
کہ آخر کو ہوگی نگہ تیری خوار

نہ دیکھیگا کچھ نقص اُس مین مگر
تری تھک کے رہجائیگی بس نظر

وَلَقَدْ زَيَّنَّا السَّمَاءَ الدُّنْيَا بِمَصَابِيحَ وَجَعَلْنَاهَا رُجُومًا لِلشَّيَاطِينِ وَأَعْتَدْنَا لَهُمْ عَذَابَ السَّعِيرِ

نظر آسمان پہ جو آئے قریب
نمایاں ہین جس مین ستارے عجیب
چراغون سے ہم نے سجایا اُسے
ہے اک سقف نوری بنایا اُسے
ستارون سے لیتے ہین ایک اور کام
ہے کرکھا ہم نے عجیب انتظام
شیاطین کو ہین اُن سے ہم مارتے
فلک پر جو آئین تو دہتکارتے
یہان ان کو گر شعلۂ نار ہے
تو دوزخ کا دُکھ آگے تیار ہے

وَلِلَّذِينَ كَفَرُوا بِرَبِّهِمْ عَذَابُ جَهَنَّمَ وَبِئْسَ الْمَصِيرُ

جو ہین اپنے مالک سے منکر ہوئے
نہین اپنے خالق کو وہ مانتے
ہے دوزخ کا ان کے لئے بھی عذاب
وہ دوزخ جگہ ہے نہایت خراب

إِذَا أُلْقُوا فِيهَا سَمِعُوا لَهَا شَهِيقًا وَهِيَ تَفُورُ تَكَادُ تَمَيَّزُ مِنَ الْغَيْظِ كُلَّمَا أُلْقِيَ فِيهَا فَوْجٌ سَأَلَهُمْ خَزَنَتُهَا أَلَمْ يَأْتِكُمْ نَذِيرٌ قَالُوا بَلَىٰ قَدْ جَاءَنَا نَذِيرٌ فَكَذَّبْنَا وَقُلْنَا مَا نَزَّلَ اللَّهُ مِنْ شَيْءٍ إِنْ أَنْتُمْ إِلَّا فِي ضَلَالٍ كَبِيرٍ

جہنم مین جب ڈالے جائین گروہ
نہایت ہی تکلیف پائین گے وہ
سنین گے وہ دوزخ سے آواز خر
کہ جس سے پڑے گا وہان شور و شر
وہ ہووے گا اسوقت دور خلکو جوش
کہ پڑجائے گا سخت اُس کی خروش
غضب سے وہ ہو جوش مین اسقدر
سو جیسے ان محشر مین یہ شور و شر
کہ گویا وہ غصہ سے پھٹ جائے گی
وہ کفار پر اک غضب لائے گی
گروہ ایک جب ڈالا جائے وہان
کرے گا اُسے دیکھ آہ و فغان
تو دوزخ کے دربان کرین یہ سوال
تمہارا ہوا کس لئے ایسا حال
نہ آیا تہا دنیا مین کوئی نذیر
کہ تم اس سے ہوتے نصیحت پذیر
ڈراتا وہ تا خشم رب سے تمہین
بچاتا وہ نار غضب سے تمہین

یہ دیوین وہان اہل دوزخ جواب
کہ تہا بس ہمارا نصیبہ خراب
کہ آیا خدا کی طرف سے نذیر
نہ ہم ہی ہوئے کچھ نصیحت پذیر
خدا نے تو بہیجا تہی تا صرور
ہمیشہ رہے اُس سے پر ہم ہی دور
وہ ہم پر بہت وعظ کرتا رہا
مگر ہم نے بہی اسکو جہٹلا دیا
بڑی طرح سے اس کی تکذیب کی
نہ کی قدر تعلیم و تادیب کی
کہا ہم نے اُن کو کہ کاذب ہو تم
کرو باپ دادا کی رسموں کو گم
خدا نے تو کچھ بھی اُتارا نہیں
کہی ہے خدا بھی ہے بولا کہین
تمہاری یہ ہے بس سراسر خطا
خدا پر ہو تم کر رہے افترا

وَقَالُوا لَوْ كُنَّا نَسْمَعُ أَوْ نَعْقِلُ مَا كُنَّا فِي أَصْحَابِ السَّعِيرِ فَاعْتَرَفُوا بِذَنْبِهِمْ فَسُحْقًا لِأَصْحَابِ السَّعِيرِ

کہین پیچ پہر وہ دوزخی یہ وہان
کہ سچا تہا پیغمبرون کا بیان
مگر ہم نے اُسکو نہ ہرگز سنا
نہ سمجھا اُسے دل لگا کر ذرا
جو ہم رکہتے اسوقت سُننے کے کان
سمجھتے جو بات اُنکی کرکے دہیان
تو اب اہل دوزخ میں ہوتے نہ ہم
مصیبت مین یون جان کہوتے نہ ہم
سو ہوگا وہان ان کو اقرار صاف
کرین گے گناہون کا سب اعتراف
سو اہل جہنم پہ پھٹکار ہے
سدا انکو اللہ کی مار ہے
نہ دنیا مین قائل ہوئے جب ذرا
تو اب فائدہ کیا ہے اقرار کا

إِنَّ الَّذِينَ يَخْشَوْنَ رَبَّهُمْ بِالْغَيْبِ لَهُمْ مَغْفِرَةٌ وَأَجْرٌ كَبِيرٌ

یقیناً جو ڈرتے مین اللہ سے
الگ ہوگئے کفر کی راہ سے
ہے ایمان پورا اُنہیں غیب پہ
رکہین غائبانہ خدا کا وہ ڈر
ہے ان کے لئے فضل رب رحیم
بڑی مغفرت اور اجر عظیم

وَأَسِرُّوا قَوْلَكُمْ أَوِ اجْهَرُوا بِهِ إِنَّهُ عَلِيمٌ بِذَاتِ الصُّدُورِ ۝ أَلَا يَعْلَمُ مَنْ خَلَقَ وَهُوَ اللَّطِيفُ

الْخَبِيرُ

کہو تم چھپی یا کھلی کوئی بات
وہ جانے ہے سینون کے اندر کی بات
وہ واقف ہے انسان کی ہر بات پر
ہے دل کے ارادون کی اسکو خبر

أَلَا يَعْلَمُ مَنْ خَلَقَ وَهُوَ اللَّطِيفُ الْخَبِيرُ

بہلا جس نے انسان کو پیدا کیا
نہیں دل کی باتون کو وہ جانتا
وہ سب دل کے بہیدون کا آگاہ ہے
چہپی اس سے رہتی نہیں کوئی شے

هُوَ الَّذِي جَعَلَ لَكُمُ الْأَرْضَ ذَلُولًا فَامْشُوا فِي مَنَاكِبِهَا وَكُلُوا مِنْ رِزْقِهِ وَإِلَيْهِ النُّشُورُ

خداوند عالم وہی ذات ہے
عطا جس نے کی تمکو ہر ایک شے
وہ جس نے زمین کو تمہارے لئے
مسخر کیا قدرت خاص سے
نہ ایسا کیا اسکو ہموس اور سخت
نہ جس پر اُگے کوئی سبزی و درخت
نہ ایسا کیا نرم و پلپلا آپ نے
نہ جس پر کوئی آدمی چل سکے
سو اب ہر طرف تم چلو اور پہرو
خدا کا دیا رزق کہاؤ پیو
ہے اسی کی تمہیں یہ عنایت بڑی
کہ آگے کو اس نے زمین پہاڑوں کی
اُگا دین زمین سے نباتات عام
نکالے اناج اور میوے تمام
سو اب کرو تم شکر اللہ کا
کہ کیں نعمتیں اس نے تم کو عطا
جنکو بارے یہ غنی کیطرف
کہ جانا ہے تم نے اسی کی طرف
زمین سے نکالی ہے جسی بات
اُٹھنے کے اسیطرف سب کی حیات
وہان ایک ہے جوڑ کا ہوگا حساب
ہو کفار پر سخت آگ کا عذاب

أَأَمِنْتُمْ مَنْ فِي السَّمَاءِ أَنْ يَخْسِفَ بِكُمُ الْأَرْضَ فَإِذَا هِيَ تَمُورُ

خدا کا جو کچھ خوف تم کو نہیں
نہ عقبیٰ کا ہے تم کو مطلق یقین
سدا کفر و عصیان سے ہی کام ہے
نہ تم کو ذرا خوف انجام ہے
تو کیا ہوگئے اس خدا سے نڈر
کہ ہے سلطنت جسکی افلاک پر

کہ تم کو زمین میں وہ دیوے دھنسا
نہ ہرگز ملے پھر تمہارا پتہ
زمین حکم سے لرزہ کہا کر وہین
تمہین اپنے اندر دھنسا کر وہین
ءامنتم من فی السماء ان یرسل علیکم حاصبًا
فستعلمون کیف نذیرؕ
بھلا اس خدا کا نہیں تمکو ڈر
جو ہے حکمران سارے افلاک پر
کہ برسا سے مینہ پتھروں کا ابھی
کرے تمپہ پتھراؤ ذات غنی
تو پھر جان لو کیسا میرا ہے ڈر
ہے لی مین نے کیسی تمہاری خبر
ولقد کذب الذین من قبلھم فکیف کان نکیرؕ
یقیناً جو ہین ان سے پہلے ہوئے
اسیطرح وہ بھی تھے جھٹلا رہے
پھر کیسا ہوا ان پہ میرا عذاب
ہوئی ان کی سب دین و دنیا خراب
اولم یروا الی الطیر فوقھم صافات ویقبضن
ما یمسکھن الا الرحمٰن انہ بکل شیء بصیرؕ
نہیں ہے جوانکو خدا پر یقین
تو کیا اسکی قدرت کو دیکھا نہین
پرندے سروں پر جو ہین اڑ رہے
وہ کیونکر پر دین کو ہین کھولے ہوئے
وہ ہین کھولتے اور جھپکتے کبھی
کسی حال مین ہین نہ گرتے کبھی
خدا کی ہے قدرت کا یہ اک نشان
نظر آ رہے ہر بات مین اسکی شان
ہوا مین وہ اس طرح ہین تیرتے
کہ پانی مین کیڑے ہین جو تیرتے
نہین دوسرا انکو تھامے ہوئے
مگر ہے خدا ان کو تھامے ہوئے
وہ رحمان ہے جس نے تھاما نہین
کیا جس نے قدرت سے پیدا انہین
وہ اوصاف ان کے جو طیران کا
تو ہے کام سارا یہ رحمان کا
کیا سب کو پیدا ابھی رحمان نے
ضرورت کے سامان بھی خود دئے
نگاہ مین ہے اس کے سارا جہان
ہے نگران حال زمین و زمان
امن ھذا الذی ھو جند لکم ینصرکم
من دون الرحمٰن ان الکافرون الا
فی غرورؕ

خدا کے جو تم ہو گئے سب خلاف
کیا رحم سے اس کے انکار صاف
تو آئے گا جب تمپہ اس کا غضب
بھلا کون تمکو بچائے گا تب
وہ ہے کون تم کو جو دے گا مدد
وہ اک فوج بنکر کرے گا مدد
وہ اٹھے گا ہوکر خدا کے خلاف
تمہیں قہر حق سے بچائیگا صاف
نہیں کوئی ایسا رہائی جو دے
ہین دھوکے مین منکر سراسر پڑے
امن ھذا الذی یرزقکم ان امسک رزقہ
بل لجوا فی عتو ونفورؕ
بھلا کون ہے وہ خدا کے سوا
کہ رزق اپنا گر بند کر دے خدا
نہ برسے باران رحمت کبھی
اگائے زمین سے نہ سبزی کوئی
تو روزی کا سامان مہیا کرے
تمہیں اپنا پیدا کیا رزق دے
نہیں کوئی ایسا خدا کے سوا
مگر اک خدا ہے خدا ہے خدا
یہ کافر تو ہین سخت سرکش ہوئے
جو ایسے خدا کو نہیں مانتے
ہوئی دین حق سے ہی نفرت انہین
وہ ہین بڑھ رہے ضد و اصرار مین
افمن یمشی مکبا علی وجھہ اھدی
امن یمشی سویا علی صراط مستقیمؕ
بھلا وہ جو ہے چل رہا سر نگون
نہایت ہی حالت ہے اسکی زبون
نہیں آگے پیچھے کی اس کو خبر
نہیں راستہ پر ہے اسکی نظر
زیادہ ہے جو شخص کیا راہ یاب
جو رستہ مین ہوگا نہایت خراب
کہ پائے گا وہ جلد تر راستہ
جو سیدھا رہ راست پر ہے چلا
ہے سب آگے پیچھے پہ اسکی نظر
چلا جاتا ہے ٹھیک وہ راہ پر
ہے پہلی تو بس کافروں کی مثال
جو ٹھوکر سے چلین انکی الٹی ہے چال
وہ چلتے ہین بطلان کی راہ پر
نہیں راہ حق سے انہیں کچھ خبر
مگر مومنوں کی ہے پچھلی نظیر
جو سیدھے ہوئے شرک پر راہ گیر

یقیناً وہ دنیا مین ہین راہ یاب
وہ پہونچین گے منزل کو اپنی شتاب
قل ھو الذی انشاکم وجعل لکم السمع
والابصار والافئدۃ قلیلا ما
تشکرونؕ
تو ان منکرون سے یہہ کہدے نبی
حقیقی تو معبود ہے بس وہی
کہ جس نے عدم سے بنایا تمہیں
وہ دنیا مین کر زندہ لایا تمہین
دئے کان تم کو خداوند نے
کہ اللہ کی باتین سنو کان سے
وہ آنکھین خدا نے عطا کین تمہین
کہ دیکھے خداوند کی قدرتین
کیا تم کو اللہ نے دل عطا
کہ چکھو مزا حق کے عرفان کا
خدا نے تو ہے تم کو سب کچھ دیا
مگر کم ہو تم شکر کرتے ادا
قل ھو الذی ذراکم فی الارض والیہ
تحشرونؕ
تو کہدے کہ اللہ وہی ذات ہے
جو اک چشمۂ فیض و برکات ہے
اسی نے ہے تم سب کو پیدا کیا
اسی نے زمین مین ہے پھیلا دیا
اسی طرح اٹھوگے تم حشر کو
وہان پھیل میدان مین سب پڑو
ویقولون متی ھذا الوعد ان کنتم صادقین
قل انما العلم عند اللہ وانما انا نذیر مبینؕ
سدا ہے یہی قول کفار کا
جو مسلک ہے اک ضد و اصرار کا
کہیں کب وہ وعدہ کا دن آئیگا
جو سچے ہو تم۔ تو ہمین دو بتا
تو کہہ اے نبی ہے وہ آنا ضرور
کہ جب سب ہون حاضر خدا کے حضور
مگر اس کا ہے علم اللہ کے پاس
نہ پہونچے وہانتک کسی کا قیاس
مجھے وقت کی تو خبر کچھ نہیں
مگر ایک ہون مین نذیر مبین
ڈراتا ہون مین تم کو اس روز سے
کہ جب آؤگے پاس اللہ کے
فلما راوہ زلفۃ سیئت وجوہ الذین کفروا
وقیل ھذا الذی کنتم بہ
تدعونؕ

دارالامان کی ایک شام

اگرچہ ہم چاہتے ہیں کہ دارالامان کے ہر لحظہ اور ہر آن کا نقشہ اپنے ناظرین کے سامنے پیش کرتے رہیں مگر مختلف وجوہ اور اسباب کی وجہ سے ہم قاصر رہتے ہیں اگر خدا تعالیٰ کو منظور ہوا تو کسی دوسرے وقت پر یہ ارادہ بھی پورا ہو رہے گا۔ بہرحال جو نظارہ ہر روز ہم یہاں دیکھتے ہیں اور **کُلَّ یَوْمٍ هُوَ فِیْ شَاْنٍ**۔ کا نقشہ ہمارے سامنے ہوتا ہے اس کا مرقع محض الفاظ میں ہم ناظرین کے سامنے پیش بھی تو نہیں کر سکتے اس لیے اس امر کی بہت بڑی ضرورت رہتی ہے کہ احباب یہاں بار بار آئیں اور خود امام ہمام علیہ الصلوٰۃ والسلام کے مبارک منہ سے بھی وہ باتیں سنیں جو وہ لے کر آیا ہے۔ اس کے چاند سے چہرہ کو دیکھ کر اس کے پر حکمت کلام کو سنکر خدا دل میں ایک تازہ قوت اور ایمان میں ایک نئی رنگت اور روح میں ایک نرالی تازگی پیدا ہوتی ہے۔ کشف حقائق کا آجکل ایک عجیب دریا بہہ رہا ہے اور ہمارا ایمان شہادت دیتا ہے کہ وہ **نشان** جو تین سال کے اندر حضرت اقدس امام ہمام **علیہ الصلوٰۃ والسلام کی دعا** کے نتیجہ میں ظاہر ہونے والا ہے اگرچہ اس کی کوئی اور صورت بھی ہو۔ مگر یہ حقائق اور معارف جو آجکل ظاہر ہو رہے ہیں اور جنکا مجموعہ یہ **خطبہ الہامیہ** ہوگا بجائے خود عظیم الشان ہیں ذوق سلسلہ سخن کو دراز کرنے کی رائے دیتا ہے اور ہم اپنے اصل مقصد سے دور نکلتے جاتے ہیں لہٰذا اسکو یہاں چھوڑ کر ناظرین کو ۳۰ اکتوبر ۱۹۰۶ء کی شام کو دارالامان کی مسجد مبارک کے اوپر لے جاتے ہیں ابھی مغرب کی اذان نہ ہوئی تھی کہ حضرت اقدس علیہ السلام تشریف لائے آپکا چہرہ بشاشت اور مسرت سے پھول کی طرح کھلا ہوا تھا۔ چہرہ سے ایک جلال ٹپکتا تھا۔

آتے ہی فرمایا

آج میں نے ایک مضمون لکھنا شروع کیا ہے مسیح علیہ السلام کی نسبت بہت بڑا اطرا کیا گیا ہے اور ان کی شان میں اتنا غلو کیا گیا ہے کہ معاذ اللہ خدا ہی بنا دیا گیا ہے ہم انکی عزت کرتے ہیں جیسے اور نبیوں کی عزت کرتے ہیں اور خدا کا راستباز نبی مانتے ہیں مگر اس غلو اور اطرا کو توڑنے کے لیے میں نے تجویز کیا ہے کہ انکی وہ ساری سوانح یکجائی طور پر پیش کریں جو عیسائیوں اور یہودیوں کی کتابوں میں پائے جاتے ہیں کیونکہ جب تک وہ ساری باتیں جو انکی انسانیت کے اثبات پر گواہ ناطق ہیں پیش نہ کی جاویں خیالی طور پر جو کچھ ان کے مراتب میں غلو کیا گیا ہے اسکا استیصال نہ ہوگا۔ اور یہ جوش خدا تعالیٰ نے مجھے محض اس لیے دیا ہے کہ میں دیکھتا ہوں اس اطرا کا نتیجہ بہت برا ہوا ہے نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی توہین کی گئی اور خدا تعالیٰ کے جلال و جبروت کی کچھ بھی پروا نہیں کی گئی۔ اس لیے یہ سلسلہ میں سمجھتا ہوں بہت مفید ہوگا۔

چونکہ **اِنَّمَا الْاَعْمَالُ بِالنِّیَّات** ہماری نیت نیک ہے اس لیے وہ واقعات جو ہم اس میں درج کریں گے اس لیے نہیں ہوں گے کہ ہم خدانخواستہ انکی توہین کرتے ہیں بلکہ صرف اس لیے کہ انکی انسانیت ان کو دی جائے بلکہ ہم ان اعتراضوں کو جو یہودیوں اور فرزی ٹھکروں نے ان پر کیے ہیں درج کر کے خود انکا جواب دیں گے۔

اس کے بعد چونکہ اذان ہو چکی تھی نماز مغرب ادا کی گئی۔ بعد نماز مغرب حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے پھر اسی سلسلہ کلام میں فرمایا کہ

یہ کتاب جو میں لکھ رہا ہوں خدا تعالیٰ کی طرف سے ایک عظیم الشان نشان ہوگی۔ چونکہ اللہ تعالیٰ نے مجھے بشارت دی ہوئی ہے کہ **اُجِیْبُ کُلَّ دُعَائِکَ اِلَّا فِیْ شُرَکَائِکَ** اس لیے مجھے پورا بھروسا اور یقین ہے کہ میری دعائیں کل دنیا سے زیادہ قبول ہوتی ہیں۔ اور اسی لیے یہ کتاب ایک نشان ہے کہ اس کا مقابلہ کوئی نہیں کر سکے گا ہماری جماعت کے ہاتھ میں یہ زبردست نشان ہوگا۔ میں عربوں کے دعوی ادب و فصاحت و بلاغت کو بالکل توڑنا چاہتا ہوں یہ لوگ جو اخبار نویس ہیں اور چند سطریں لکھکر اپنے آپ کو اہل زبان اور ادیب قرار دیتے ہیں وہ اس اعجاز کے مقابلہ میں قلم اٹھا کر دیکھ لیں۔ انکی قلم توڑ دیے جاویں گے۔ اور اگر انمیں کچھ طاقت ہے اور قوت ہے تو وہ اکیلے اکیلے یا سب کے سب ملکر اس کا مقابلہ کریں پھر انھیں معلوم ہو جاویگا۔ اور یہ راز بھی کھل جاوے گا جو یہ ناواقف کہا کرتے ہیں کہ عربوں کو ہزار ہا روپیہ کے نوٹ دیکر کتابیں لکھا لی جاتی ہیں۔ اب معلوم ہو جاوے گا کہ کون عرب ہے جو ایسی فصیح بلیغ کتاب اور ایسے حقائق و معارف سے پر لکھ سکتا ہے۔ جو کتابیں یہ ادب و انشا کا دعوی کرنے والے لکھتے ہیں انکی مثال چیتھڑوں کی سی ہے کہ تحت رنگ سیاہ سفید بہتر جمع کر کے رکھے جائیں مگر یہ تو ایک لذیذ اور شیریں چیز ہے جس میں حقائق اور معارف قرآنی کے اجزا ترکیب دیے گئے ہیں غرض جو بات روح القدس کی تائید سے لکھی جاوے اور جو الفاظ اس کے القا سے آتے ہیں وہ اپنے ساتھ ایک حلاوت رکھتے ہیں اور اس حلاوت میں ملی ہوئی شوکت اور قوت ہوتی ہے جو دوسروں کو اس پر قادر نہیں ہونے دیتی۔ یہ غرض بہت بڑا نشان ہوگا۔

پھر اسی سلسلہ کلام میں کہ مسیح کی سوانح پر نکتہ چینیوں کو ہم لکھنا چاہتے ہیں اور یہودی اور فرزی نہنگروں کے اعتراضوں کے جواب دینا چاہتے ہیں فرمایا

اِس طرز کے اختیار کرنے سے مدعا یہ ہے کہ مسیح کی خدائی باطل کی جاوے یہ اعتقاد ظلم عظیم ہے اور مجھے تو خدا کی قدرت ہے کہ شروع سے جب کہ ابھی میں طالب علم ہی تھا اسکی تردید کا ایک **جوش** خدا نے دیا تھا۔

گویا میری سرشت میں یہ بات رکھدی تھی۔ چنانچہ جب پادری فنڈر صاحب نے اپنی کتابیں شائع کیں تو ۱۸۴۹ء یا ۱۸۵۰ء کا ذکر ہے کہ میں مولوی گل علی شاہ صاحب کے پاس جو ہمارے والد صاحب نے خاص ہمارے لیے استاد رکھے ہوئے تھے پڑھا کرتا تھا اور اسوقت میری عمر سولہ سترہ برس کی ہوگی تو اسکی میزان الحق دیکھنے میں آئی۔ ایک ہندو نے جو میرا ہم مکتب تھا اس کی فارسی کو دیکھکر اسکی بڑی تعریف کی میں نے اسکو بہت ملزم کیا اور بتایا کہ اس کتاب میں بجز نجاست کے اور کچھ نہیں ہے لو نری زبان پر جاتا ہے + اسوقت سے خدا نے اس جوش میں ترقی کی ہے اور میرے رگ وریشہ میں یہ بات پڑی ہوئی ہے کہ اس افترا کے پتلے کو نیست و نابود کیا جاوے + اللہ تعالےٰ جانتا ہے کہ آجکل جو نمازیں جمع کی جاتی ہیں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پہلے سے فرمایا تھا کہ اس کے لیے نمازیں جمع کی جاوینگی تو یہ عظیم الشان پیشگوئی پوری ہو رہی ہے۔ میرا تو یہ حال ہے کہ باوجود اس کے کہ دو بیماریوں میں ہمیشہ سے مبتلا رہتا ہوں پھر بھی آجکل میری مصروفیت کا یہ حال ہے کہ رات کو مکان کے دروازے بند کرکے بڑی بڑی رات تک بیٹھا اس کام کو کرتا رہتا ہوں۔ حالانکہ زیادہ جاگنے سے مراق کی بیماری ترقی کرتی ہے اور دوران سر کا دورہ زیادہ ہو جاتا ہے مگر میں اس بات کی پروا نہیں کرتا اور اس کام کو کیے جاتا ہوں۔

چونکہ دن چھوٹے چھوٹے ہوتے ہیں اور مجھے معلوم ہی نہیں ہوتا کہ وہ دن کدھر جاتا ہے اسی وقت خبر ہوتی ہے جب شام کی نماز کے لیے وضو کرنے کے واسطے پانی کا لوٹا رکھدیا جاتا ہے اس وقت مجھے افسوس ہوتا ہے کہ کاش اتنا دن اور ہوتا۔

حالانکہ مجھے اسہال کی بیماری ہے اور ہر روز کئی کئی دست آتے ہیں مگر جب پاخانہ کی حاجت بھی ہوتی ہے تو مجھے رنج ہی ہوتا ہے کہ ابھی کیوں حاجت ہوئی اور ایسا ہی روٹی کے لیے جب کئی مرتبہ کہتے ہیں تو بڑا جبر کرکے جلد جلد چند لقمے کھا لیتا ہوں بظاہر تو میں روٹی کھاتا ہوا دکھائی دیتا ہوں مگر میں سچ کہتا ہوں کہ مجھے پتہ بھی نہیں ہوتا کہ وہ کہاں جاتی ہے اور کیا کھاتا ہوں میری توجہ اور خیال اسی طرف لگا ہوا ہوتا ہے۔ پس یہ کام بہت ضروری ہے اور خدا چاہے تو یہ ایک نشان ہوگا جس کی نظیر لانے پر کوئی قادر نہ ہوگا۔

ناظرین حضرت اقدس کے اس جوش کا کسی قدر پتہ ان الفاظ سے مل سکتا ہے جو آپ کو اعلاء کلمۃ الاسلام کے لئے حق نے عطا فرمایا ہے آپ اندازہ کر سکتے ہیں۔ کہ

ہم کس دھن میں ہیں اور وہ کس خیال میں

پھر اسی سلسلہ کلام میں فرمانے لگے کہ

اگرچہ یہ کتاب بظاہر کوئی عجیب اور اعجاز نظر نہ آتی ہو مگر اس کی اشاعت پر دنیا کو معلوم ہو جاوے گا۔ جب ہم نے مہوتسو کے لیے مضمون لکھنا شروع کیا تو ہمارے ایک دوست نے اپنے خیال کے موافق کچھ ناخوشی ظاہر کی مگر خدا تعالےٰ نے الہاماً خوشخبری دی کہ وہ مضمون بالا رہا چنانچہ یہ اشتہار جلسہ سے پہلے ہی شائع کر دیا گیا آخر جب وہ جلسہ میں پڑھا گیا تو اسکی عظمت اور اس کے حقائق کو سب نے تسلیم کیا یہاں تک کہ لاہور کے انگریزی اردو اخبارات نے اس کے بالا رہنے کا اعتراف کیا۔ اسی طرح پر جب یہ کتاب شائع ہو کر باہر نکلے گی تب پتہ لگے گا۔

میں نے ایک بار ایک شخص کو دہلی سے عطر لانے کے لیے کہا وہ کہنے لگا کہ جب میں عطار کی دوکان پر گیا تو جو عطر وہ رکھتا تھا میں اسکو ہی واپس کر دیتا تھا آخر عطار ... نے کہا کہ میاں تم یہاں دوکان میں بیٹھے سونگھتے ہو پتہ نہیں لگتا جب دوکان سے باہر لے کر جاؤ گے تب اس عطر کی حقیقت معلوم ہوگی۔ چنانچہ جب وہ عطر لے کر آیا تو اس نے بیان کیا کہ جو گاڑیاں ہم کو پیچھے آتی تھیں ان کے سوار کہتے تھے کہ کس کے پاس عطر ہے گویا اس کی اتنی خوشبو تھی

اس قسم کی باتیں ہوتی رہیں اپنے دعوی کی صداقت اور اپنے مامور من اللہ ہونے اور خدا تعالےٰ کے ساتھ اپنے رابطہ کے ایسے شدید اور گاڑھے تعلق ہونے پر کہ کوئی دوسرا آج زمین پر ویسا نہیں اپنی دعاؤں کی قبولیت پر کچھ فرماتے رہے۔ پھر مرزا خدابخش صاحب ابو العطا کی کتاب عسل مصفی سننے لگے اور اس کے ضمن میں

مسیح الدجال

پر ایک پر جوش اور لطیف تقریر فرمائی جو بالکل اچھوتی اور نئی تھی اور کسی تحریر میں ابھی تک نہیں آئی یہ وہ تقریر تھی جو دجال کی حقیقت اور اس کے خاص بیٹے کو ہر ایک کے سامنے کر دیا جائے گا کوئی ہی ایسا بدبخت ہوگا جو اس کے بعد بھی منکر رہے۔ باقی آئندہ

نکتہ

کہتے ہیں انسان سے برے افعال سرزد ہوتے ہیں اس لئے کہ برائی کی قوتیں ہمیں موجود ہیں مگر ہمارا مذہب جو اسلام ہے سکا یہ ہرگز منشا نہیں ہے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ خدا تعالیٰ نے انسان کو ایک بھی بری قوت عطا نہیں فرمائی اور حقیقت میں کوئی قوت فی نفسہ بری نہیں ہاں اسکا بے استعمال ضرور برا ہے مثلاً حسد ایک بری شے ہے اگر ہم اسکو برے طور پر استعمال نہ کریں تو یہ حسد ان رشک کے رنگ میں آ جائیگی جسکو غبطہ بھی کہتے ہیں یعنی کسی کی اچھی حالت دیکھکر آپ بھی ویسی بننے کی خواہش اور کوشش کرنا۔ اور اس بیان یہ صورت اخلاق فاضلہ میں داخل ہے لہذا یقیناً یاد رکھو کہ خدا جو پاک اور تمام بدیوں سے منزہ ہے کبھی پسند نہیں کرتا کہ بری قوتیں عطا کرے۔ ممکن نہیں ہے کہ پاک چشمہ سے بدی نکلے۔ ہاں انسان اپنے استعمال کے طریق سے نیکی کو بدی بنا لیتا ہے پس ہر فعل کے وقت دیکھلو کہ اسکا یہ محل ہے یا نہیں اور وہ ایک حد اور اعتدال سے بہ افراط اور تفریط ..... کی طرف جا رہا ہے +

مرنج مرنجان

پر

ہماری تشریح کو

کیا ا۔د گجراتی اب بھی نہ مانیں گے جبکہ انکی مقدس کتاب نے بھی گواہی دیدی

تھوڑے دن کی بات ہے میںنے میاں ا۔ د۔ گجراتی کی ایک تحریر پڑھی جس میں انہوں نے پیر مہر شاہ گولڑی کے کمالات کی بہت سی تعریف کی تھی اور منجملہ اُن کے قابل فخر کمالات کے ایک کمال یہ بیان کیا تھا کہ پیر صاحب مرنج مرنجان طبیعت کے آدمی ہیں اسپر مجھے رنج آیا کہ کیسے نادان دوست ہیں۔ نادانی سے دوستی کے پیرایہ میں ایک مخدوم دوست سے وہ کر گذرتے ہیں جو کسی تلخ بدخواہ دشمن سے بھی ظہور میں نہیں آ سکتا اسلیے کہ اس ناشدنی اصطلاح کے سچے مصداق تو وہی ہو سکتے ہیں جو صلاح نبوت کے خلاف چلنے کو امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کے قطعاً ترک کردینے کو اباحتی رندگی یعنی دُنیے شاہی اور مزدکی مشرب کو عیاشی اور بیباکی کو۔ کفر و ایمان کے خلط ملط کردینے یا پوری رندی اور بے نام ونگی کو اپنا شعار بنا لیتے ہیں اور ایمانی اور ملتی غیرت کو جو اہل اللہ کا خاصہ ہے یک قلم ترک کرکے ہر ایک فریق اور طریق سے مداہنہ کرنے کو اپنا دین و ایمان سمجھتے ہیں۔ پھر اگر پیر صاحب موصوف بھی ایسے ہیں تو بجز افسوس کے اور کیا چارہ ہے۔ مگر مگا میںنے ثابت کیا تھا کہ یہ کوئی پیر صاحب موصوف کا درپردہ سخت دشمن سیاہ دل وہابی اور بے باک نیچری ہے جو آپ کی شان میں ایسی بیحیائی کی باتیں کہتا ہے اس لئیے کہ پیر صاحب نے ان تمام جوشوں اور خروشوں اور ردنولیسیوں اور ہنگامہ پردازیوں سے جو اپنے غازیوں کے ساتھ حضرت امام زمان مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے خلاف برپا کی تھیں صاف طور سے ثابت کردیا تھا کہ وہ مرنج مرنجان طبیعت کے آدمی نہیں۔ خیر جو ہوا سو ہوا اس کے بعد پھر ایک اور شخص نے چودہویں صدی میں اس مزدکی اصطلاح کو استعمال کیا اور اُسے خدا تعالےٰ کے قائم کیے ہوئے سلسلہ پر وار کرنے کا ذریعہ بنایا۔

اسپر میںنے ۲۱ ستمبر ۱۹ء کے الحکم میں بڑی تفصیل اور دلائل سے لکھا کہ خیر اور حق کیطرف بلانے والی قوم یعنی انبیاء اور مومنین صالحین کی یہ اصطلاح نہیں۔ یہ بے غیرتوں اور بے دینوں کی اصطلاح ہے۔ ان قدوسیوں نے دعوت الی الحق اور اعلائے کلمۃ اللہ کے لئے اپنوں کو بیگانہ اور آشناؤں کو دشمن بنا لیا۔ بھائی کو بھائی سے اور باپ کو بیٹے سے جدا کردیا۔ اس راہ میں آپ بھی خطرناک دُکھ اُٹھائے اور اعداء اللہ کو دیئے پھر مرنج مرنجان کیونکر پالیسی ہو سکتی ہے ایسے غیور مردوں کی جن کی کارناموں سے خون کی مہروں کے ساتھ یہ کھلے ثبوت ملتے ہیں۔ اسپر میاں گجراتی نے بڑے غیظ و غضب سے چودہویں صدی میں مرنج مرنجان کے عنوان سے ایک مضمون لکھا اور اس بات کی ثابت کرنے کی کوشش کی کہ (نعوذ باللہ) قرآن کریم کا اور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا اور صحابہ کا مرنج مرنجان مذہب تھا۔

اللہ تعالےٰ بہتر جانتا ہے کہ اس ناپاک مضمون کو پڑھ کر مجھے کسقدر صدمہ ہوا اور فی الحقیقت کون مومن غیور ہے کہ جسکی روح کانپ نہیں اُٹھتی ایسی ناپاک بات کے دیکھنے سے جو اس دشمن حق نے صرف حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے بغض کی وجہ سے خدا کے پاک کلام اور پاک رسول اور پاک اصحاب کی طرف منسوب کی۔ میں گھبرا گھبرا کر سوچتا تھا کہ اب اس سیاہ دل کو کس پیرایہ میں جواب دوں اور کس کتاب سے سند لاؤں جو یہ ایسی گستاخی اور بے ادبی سے باز رہے قرآن کریم تو اس کے سمجھانے کو کافی نہیں ہوا۔ غرض اسی حیص بیص میں تھا کہ سمیع علیم خدا نے میری سن لی اور ان بے باک نیچریوں کی **مقدس کتاب حیات جاوید** یعنی سرسید کی لائف مل گئی۔ اُسے پڑھتے پڑھتے ایک مقام میں **مرنج مرنجان** کی تفسیر مل گئی **فالحمد للہ علی ذلک**

اس تفسیر نے نہ صرف میری تائید کی بلکہ خدا کے کلام اور اسکے قدوسیوں کی ذات کی پوری تطہیر کی۔ کیا اب بھی ا۔د گجراتی نہ مانیں گے جبکہ انکی مقدس کتاب نے گواہی دیدی اور وہ گواہی یہ ہے

منشی الطاف حسین حالی

صاحب ڈی گرینڈ مین آف علی گڑھ کی پاک لائف میں یوں داد سخن دیتے ہیں۔ "ایک اور جلسہ رائے پران کشن کے مکان پر ہوتا تھا جو ایک معزز رئیس اور نہایت وضعدار تھے۔ جنا نامی ایک طوائف نہایت خوش آواز دُھرپت اور خیال گاتے اور بین بجانے میں مشہور تھی وہ اپنا پیشہ چھوڑکر راے پران کشن کے گھر میں پڑ گئی تھی۔ اُسکی خاطر سے وہ ہر مہینہ کی سترہویں کو ایک جلسہ کیا کرتے تھے شہر کے رئیس جن سے انکی دوستی تھی بلائے جاتے تھے۔ بڑے بڑے گوئیے بہادر خاں ستار نواز اور میر ناصر احمد

سب جمع ہوتے تھے۔ سرسید کہتے تھے کہ میرے ماموں نواب زین العابدین خان ہمیشہ اس جلسہ میں جاتے تھے میں بھی بارہا اُن کے ہمراہ گیا ہوں۔ اور جب سرسید آگرہ میں نوکر ہو گئے وہاں منشی امیر علیخاں مولوی غلام امام (شاعر شہید تخلص) مولوی غلام جیلانی۔ مولوی محمد شفیع اور اور بہت سے اشراف خاندانوں کے نامی وکیلوں اور عہدہ داروں کا مجمع تھا

یہ سب لوگ نہایت زندہ دل مرنج مرنجاں اور زندگی بیفکری و فارغ بالی کے ساتھ ہنسی اور خوشی میں گذارنے والے تھے۔ تاج گنج۔ اعتماد الدولہ اور نور افشاں میں وہ آئے دن عیش و نشاط کے جلسے کرتے تھے۔ سرسید نے بھی ان جلسوں کی کیفیتیں دیکھیں ہیں اور ان میں شریک ہوئے تھے

(حیات جاوید صفحہ ۴۴)

اب میں کوئی ضرورت نہیں سمجھتا کہ اس بات کی پوری تشریح کروں کہ یہ کس قسم کا اشرافِ دل اور نیک چلن زندہ دل ہیں جنکی نسبت حالی صاحب نے مرنج مرنجاں کے الفاظ اطلاق فرمائے ہیں اور اپنی لائف کے گریٹ ہیرو کو اس پاکیزہ گروہ کا گل سرسبد بنایا ہے کیا کوئی ایسا باغیرت مومن ہے جو تجویز کر سکتا ہے کہ پھر بھی ان ناپاک لفظوں کو خدا کے کلام اور خدا کے راستبازوں کی نسبت استعمال کرے۔ میں بڑا خوش ہوں گا اگر۔ اسد۔ گجراتی اسپر کچھ رقم فرمائیں گے۔

عاجز عبد الکریم

مختصر نوٹ اور نکات

انسان کی جسمانی زندگی بلاشبہ اس کی روحانی زندگی کا ایک ظل واقع ہوئی ہے + پس اگر کوئی مذہبی رہنما یا روحانی معلم ہماری روحانی زندگی کو صرف ایک ہی روش پر ڈالنا چاہتا ہے یا کسی ایک ہی قوت کے نشو و نما پر زور دیتا ہے تو یقیناً اس کی تعلیم نہ صرف قانون قدرت کے منافی ہے بلکہ وہ انسان کی روحانی قوتوں کا ستیاناس کرنا چاہتا ہے۔

خدا تعالی کے قانون قدرت پر ایک وسیع نظر کرو اور انسان کے تمدن کو دیکھو تو صاف معلوم ہوگا کہ مختلف موسموں کے تغیر و تبدل کبھی گرمی کبھی سردی کا آنا بلاوجہ تو ہو نہیں سکتا اگر انسان ایک ہی حالت پر رہ سکتا تو یہ تبادلہ فضول اور تغیرات موسم نہ ہوتے۔ اور یہ سارے تغیرات ہماری صحت بدنی کے لیے ضروری ہیں اسی طرح پر اگر ہم کل قوی کو چھوڑ کر صرف ایک ہی کی تربیت کرنی شروع کریں تو یقیناً خدا سے جنگ کرنیوالے ٹھیرینگے

جب یہ بات ہے تو انسانیت کے درخت کی ساری شاخوں کو کاٹ کر اور تمام قوتوں کو بیکار اور عبث قرار دیکر صرف صبر اور عفو پر قطع نظر اس کے کہ وہ برمحل ہو یا بے محل زور دینا انسان کی روحانی قوتوں کی معراج اور کمال کا باعث کیونکر ہو سکتا ہے؟ جیسے ایک آدمی ہمیشہ ہی سرد یا ہمیشہ ہی گرم غذا نہیں کھا سکتا اسی طرح نہیں ہو سکتا کہ ایک ہی قوت سے کام لیکر کامل بن سکے۔ پھر ہمارے عیسائی ہمسایہ انجیل کی کونسی خوبی دنیا کے سامنے پیش کرنا چاہتے ہیں۔

انسان کی پیدایش تو ایک خاص اعتدال پر ہوتی ہے اسلیے فرمایا گیا ہے کہ **لقد خلقنا الانسان فی احسن تقویم** مگر انسان جب تک اس نقطہ اعتدال پر رہتا ہے جو میزان عصمت کی زبان کی طرح ہوتا ہے وہ خدا تعالے کے نور کے بالکل محاذی رہتا ہے اور اس سے حصہ پاکر ایک روشنی میں چلتا ہے جو اسے خدا کی نافرمانی اور گناہوں کی ٹھوکروں سے بچا لیتی ہے لیکن جونہی کہ وہ خدا سے اعراض کرکے اس روشنی کے مقابلہ سے پرے ہٹ جاتا ہے اور اس نور سے محروم ہونے لگتا ہے تو اس کامل تاریکی میں بھٹکنے والے کی طرح خیالی روشنی کی طرف دوڑتا ہے جو حقیقت میں اسکو تاریکی کے زیادہ قریب کرتی جاتی ہے پس جب اس مقام کو چھوڑ کر وہ ادھر جھکتا ہے تو اسحالت میں ارتکاب **جناح** کرتا ہے جو بہ تبدیل حروف گناہ بن گیا ہے لیکن جوں جوں اس کا رجوع ادھر زیادہ ہوتا جاتا ہے اور وہ خدا کے نور سے دور ہٹتا جاتا ہے تو آخر خدا سے قطع تعلق کرلیتا ہے اور کٹ جاتا ہے یہ وہ حالت ہے جہاں اس کا نام مجرم* رکھا جاتا ہے اسی لیے قرآن کریم انسان کو اس کے خلقی اعتدال کا پتہ دیکر صراط مستقیم پر چلنے کی ہدایت کرتا ہے جو خدا تعالے کے نور کے بالکل محاذ پڑی ہوئی ہے۔ اور اس سے ادھر یا ادھر ہونا مغضوب یا ضالین کے پالے میں جا پڑتا ہے

نادان اپنی بے وقوفی اور حماقت پر ناز کرتا ہے اور حقائق کو نکتہ بعد الوقوع کہہ اٹھتا ہے + تھوڑے دنوں کا ذکر ہے کہ ایک اخبار نے الحکم پر ریمارک کرتے ہوئے لکھا کہ اس اخبار میں بعض اوقات عجیب وغریب واقعات درج ہوتے ہیں منجملہ ان کے ایک واقعہ مردہ کے زندہ ہونے کا ہے جسپر ہم المؤمنین

---

* لغت میں جرم کاٹنے کو کہتے ہیں۔ منہ

(زوجہ مرزا صاحب) کی شہادت بھی قلم بند کی تھی۔ یہ اعتراض اگر کسی دہریہ کیطرف سے کیا جاتا تو ہم اسے صاحب البیت ادری بما فیہ کی ایک لطیف فلسفی بتاتے۔ مگر جب کہ ایک دعویدار اسلام نے اسکو اعتراض کی شکل میں لکھا ہو تو کیوں ہم اسکا منہ بند نہ کریں۔ اگر ام المومنین کی شہادت اس کے نزدیک غیر معتبر ہے تو پھر اس کے نزدیک اسلام کا سارا سلسلہ ہی خیالی ہوگا۔ کیونکہ اول المومنین خدیجۃ الکبریٰ تھیں اور پھر عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا اور دیگر امہات المومنین ازواج مطہرات نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم سے جس قدر احادیث مروی ہیں اور جو قرآن کریم کے اکثر احکام و آیات کی تفسیر ہیں کیا سراسر بے معنی اور ناقابل اعتبار ہیں؟ افسوس ہے کہ ان لوگوں کو اعتراض کرتے ہوئے شرم نہیں آتی اور ذرہ بھی فکر نہیں کرتے کہ ان کے ایسے اعتراض کا مورد کون جا ٹھہرتا ہے

حضرت اقدس حجۃ اللہ مسیح موعود ادام اللہ فیوضہم کے سلسلہ عالیہ پر بحث کرنے والوں کے لیے بہترین طریق یہ ہے کہ وہ اس سلسلہ کی حقانیت کے معلوم کرنے کے لیے وہ معیار اور محک استعمال کریں جو سلسلہ نبوت کی صداقت کے لیے استعمال کیا جاتا ہے کیونکہ یہ سلسلہ منہاج نبوت پر قائم ہوا ہے پس جو شخص اس معیار کو چھوڑ کر دوسری صورت اختیار کرے گا وہ یقیناً ناکام رہے گا

کیا اختلاف رائے نفس الامر میں کوئی بری شے ہے؟ دانشمند انسان کو ماننا پڑے گا کہ اختلاف رائے نفس الامر میں بری شے نہیں ہوسکتا جبکہ دنیا اور اس کے مختلف نظارے اختلاف الوان اختلاف السنہ اختلاف لیل ونہار وغیرہ وغیرہ اولوالالباب کے لیے خدا تعالیٰ کی ہستی کے بے نظیر دلائل ہیں۔ اور ان اختلافوں کی تہ میں بیش بہا اسرار اور نکات ہیں۔ ہاں اختلاف رائے جب کہ نفس پرستی اور خود غرضی کی بنا پر ہو تو بلاشبہ خطرناک اور ایک لعنت ہے لیکن اگر اس اختلاف کی بنا ابتغاء لمرضات اللہ ہو تو یہ اختلاف ایک برکت ہے۔ اگر دنیا میں اختلاف رائے کوئی چیز نہ تھی تو شَاوِرْهُمْ فِي الْأَمْرِ کے حکم کی تہ میں کیا نکتہ ہے۔ اور حدیث اختلاف امتی رحمۃ میں کیا سر ہے کیا کوئی ایسا معترض ہمیں بتا سکتا ہے جو بلا سوچے سمجھے کسی اختلاف رائے پر نکتہ چینی کرتا اور اسی مس پریزنٹ کرنے کی کوشش کرتا ہے ہم دعویٰ سے کہتے ہیں کہ ہرگز نہیں!!! پھر جن لوگوں نے قرآن کریم پر تدبر کیا ہے اور نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم اور صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین کی سیرۃ پر ایک غائر نگاہ کی ہے کیا اُن کو اس سیرۃ کے پڑھنے سے اس قوم میں جنکے سینوں میں کسی قسم کے غل وغش کے نہ ہونے کی قرآن شہادت دیتا ہے اور فَأَصْبَحْتُمْ بِنِعْمَتِهِ إِخْوَانًا کا مصداق قرار دیتا ہے کوئی اختلاف رائے اسکو نظر آتا ہے یا نہیں؟ اگر انہیں بھی ایسے اختلاف کا نظارہ نظر آتا ہے تو پھر بات صاف ہے کہ اس کی اپنی ہی نگاہ تاریک اور دل مجذوم ہے جو یہ حقائق تک نہیں پہونچتا۔ لاہور اور امرتسر کے بعض اخباروں نے باوجود مسلمان کہلانے کے ہماری ایسی کسی اختلاف رائے پر شور مچایا ہے۔ ان کا فرض تو یہ تھا کہ وہ قرآن شریف کو پڑھتے اور پھر صحابہ کی لائف کو پڑھتے اور اپنے اعتراض کو اعتراض کی شکل میں پیش کرنے سے پہلے خود وزن کرتے تو انہیں شرم آجاتی اچھا اگر موجودہ مذہبی آزادی کی ہوا نے ان کے دل ودماغ پر بھی کوئی خاص اثر کیا ہے اور وہ اسپر زیادہ توجہ نہیں کرسکتے تھے تو اس نئی تہذیب کے قبلہ وکعبہ (بخیال شان) سرسید الخانی کے طرز عمل کو ہی مطالعہ کرتے۔ کیا انہیں وہ وقت یاد نہیں رہا جب قدلسے اختلاف رائے پر سرسید اپنے مخالف کو فرانس میں ڈوئیل لڑنے کا چیلنج دیتے تھے اصل یہ ہے کہ جب ان کے گھر پر آتی ہے تو انکا حال سعدی کے اس شعر کا مصداق ہوتا ہے

ای ہنرہا نہادہ برکف دست
عیبہارا نہفتہ زیر بغل

پس ہم اس قسم کے اعتراضوں کو کیا وقعت دے سکتے ہیں جو افعات نفس الامری کے خلاف ہونے کے علاوہ محض ناواقفی اور کورانہ تقلید کی بنا پر کیے جاتے ہیں واقعات خود ایسے لوگوں کا جواب ہیں۔ اگر وہ دیکھ سکیں۔

الحکم کے متعلق

گزشتہ ہفتہ میں جو چٹھی الحکم کے متعلق "ہمارا اور آپ کا فرض" کے عنوان سے شائع کی گئی ہے۔ مجھ کامل امید ہے کہ وہ پوری توجہ اور غور سے پڑھی جائے گی بلکہ اسپر عمل بھی کیا جاوے گا۔ دن بدن قوم کی ضرورتیں بڑھتی جاتی ہیں اور ابھی جماعت محدود ہے اور اسمیں سے بھی چندہ دینے والوں اور قومی کاموں میں شامل ہونے والوں کی تعداد اور بھی محدود مگر ہم یہ دیکھکر خدا کا شکر کرتے ہیں کہ یہ طریق بھی منہاج نبوت ہی پر واقع ہوا ہے انبیاء علیہم السلام کے ساتھ ابتدا میں ضعفا اور غربا ہی کی جماعت ہوتی ہے اور مسیح موعود کے ساتھ بھی اسی سنت کا جاری رہنا ضروری ہے۔ غرض الحکم چونکہ سب سے پہلا قومی خادم ہے جس نے بالکل بے سروسامانی اور بیکسی کی حالت میں قوم کی خدمت کا بیڑا محض خدا کے فضل پر

بھروسا کر کے اُٹھایا اور خدا کا شکر ہے کہ اپنی بساط کے موافق وہ اب تک کر رہا ہے **الحکم اب احمدی قوم کا آرگن** مختلف قوموں کے درمیان قرار پا چکا ہے اور گورنمنٹ کے نزدیک وہ احمدی قوم کی آواز سمجھا جاتا ہے اس لیے الحکم کی وضع کا قائم رکھنا اور اس کے استحکام و استقلال کی سعی کرنا ہم میں سے ہر ایک کا فرض ہے اور الحکم کے اغراض و مقاصد کی وسعت اسی صورت میں متصور ہے کہ اس کی اشاعت کثرت کے ساتھ ہو پس توسیع اشاعت کے لیے بارہا بار بار زور دینا اور توجہ دلانا محض اسی بنا پر ہے۔ یقیناً یاد رکھو کہ الحکم کی زندگی اگر موت کا سوال قوم کی زندگی اور موت کا سوال ہے پس ہم میں سے ہر ایک اپنے دل میں عہد واثق کر لے کہ وہ اس کی اشاعت میں پوری سعی کرے گا + ہر ایک خریدار چار چار خریدار پیدا کرنے کا عزم کر لے تو الحکم کی اشاعت میں معتد بہ ترقی ہو سکتی ہے اس وقت تک الحکم کا سات سو بھی شائع نہ ہونا تعجب اور حیرت کا مقام ہے۔ اور اس کے لیے خریداران الحکم ضرور جواب دہ ہیں۔ پس وہ اپنا فرض سمجھیں گے۔

آخر میں اس ہفتہ کی رپورٹ سُنانا ضروری سمجھتا ہوں۔ مفصلہ ذیل بزرگان قوم نے الحکم کے لیے ایک ایک جدید خریدار دیا۔

(۱) جناب میرزا خدا بخش صاحب

(۲) جناب بابو شاہ دین صاحب سٹیشن ماسٹر

اس کے علاوہ چار صاحب اپنی درخواست پر خریدار ہوئے۔

ہاں یہ امر بھی ضروری الاظہار ہے کہ اس سال کے اخیر تک ۳۱ اکتوبر ۱۹۰۱ء کو خریداران الحکم کے ذمہ قریباً چار سو روپیہ بقایا میں ہے۔ اگر یہ بزرگ توجہ کریں اور بقایا بیباق کر دیں تو کارخانہ کو کافی مدد پہنچ سکتی ہے۔ شان کی تکمیل اور سامان پریس کی ضروریات پوری ہو سکتی ہیں۔ اس لیے ہم اپنی خاموش حقوق کو پیش کر کے صرف اپنا واجب روپیہ ہی مانگتے ہیں جس کے ملنے پر ہم کو بہت کچھ مدد مل سکتی ہے۔ کیا ناظرین اپنا فرض ادا نہ کریں گے۔

دارالامان

(۱)

حضرت حجۃ اللہ جری اللہ فی حلل الانبیاء بحمد اللہ بخیریت ہیں اور شب و روز عربی رسالہ کی تصنیف میں سرگرمی سے مصروف ہیں فرماتے ہیں کہ یہ رسالہ اہل زبان پر اعجازی حجت ہوگا نہ وہ اس کے حقائق و معارف میں مقابلہ کر سکیں گے۔ اور نہ اس کی اعلیٰ درجہ کی فصاحت و بلاغت میں۔ حقیقت میں جو حقائق اس میں درج ہو رہے ہیں جن کا ذکر کبھی کبھی فرماتے ہیں وہ ایسے ہیں کہ اس سے پہلے نہ کبھی دل پر گذرے اور نہ کسی زبان نے بیان کیے اور نہ کسی کان نے سنے۔

(۲)

حضرت مولانا مولوی سید محمد احسن صاحب **ایات الرحمن** کی تصنیف میں مصروف ہیں منشی الٰہی بخش صاحب ایڈیٹر کو معلوم ہو جائے گا کہ ان کا یہ دعوے کہ اس کا جواب نہ دیا جائے گا کہاں تک صحیح تھا + افسوس کچھ عرصہ کی جھوٹی خوشی نے انھیں از خود رفتہ کیا تھا۔ اب انہیں معلوم ہوگا کہ پبلک میں آنا کچھ آسان نہیں۔

(۳)

ازالہ اوہام کے لیے درخواستیں جمع ہو رہی ہیں جو حکیم فضل الدین صاحب یا دفتر الحکم میں آتی ہیں چند ہی روز کے بعد اس کی طبع کا کام شروع کیا جائیگا۔

آسمانی فیصلہ چھپ چکا ہے جو صاحب چاہیں ۲/ قیمت علاوہ محصول ڈاک بھیج کر حکیم صاحب مذکور یا دفتر الحکم سے منگوا لیں۔

ناسخ منسوخ اور شیعہ والے خط کی اب تھوڑی جلدیں باقی رہ گئی ہیں جو صاحب جلد نہ منگوائیں گے انکو دوسرے اڈیشن کا انتظار کرنا پڑے گا۔

رسالہ دعا کی بھی بہت ہی تھوڑی کاپیاں باقی ہیں۔ حضرت مولوی نور الدین صاحب حکیم الامت کا ایک لیکچر جو انھوں نے انجمن حمایت الاسلام کے کسی جلسہ پر دیا تھا۔ عنقریب طبع کر کے شائع کیا جائے گا۔ ان سب رسالوں اور کتابوں کی درخواستیں حکیم فضل الدین صاحب یا دفتر الحکم میں آنی چاہییں۔

(۴)

اس ہفتہ میں جن لوگوں نے بیعت کی ان کے اسما دوسرے مقام پر درج ہیں

حضرت اقدس کی تائیدیں

حضرت حجت اللہ کی سچائی اور منجانب اللہ ہونے کے اور بہت سے ثبوتوں کے سوا ایک یہ بھی ہے کہ جن لوگوں نے آپ کے ساتھ تعلق پیدا کیا ہے انہیں سے ہر ایک نے کم و بیش اپنی استعداد کے موافق آسمانی علوم اور مبشرات سے حصہ پایا ہے چنانچہ ذیل کا ایک خط جو خریفہ سے آیا ہے ہم درج کرتے ہیں جس کے پڑھنے سے معلوم ہوگا کہ کس طرح پر خدا تعالیٰ قبل از وقت بعض واقعات کی خبر دیتا ہے اور وہ پورے ہوتے ہیں۔ وہ خط یہ ہے

برادرم۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

اکثر احباب احمدی جماعت نے بذریعہ اشتہارات و اخبار اپنے اپنے **کشف** و رؤیا۔ و **الہام**۔ درباره صداقت حضرت مسیح موعود و مہدی مسعود علیہ الصلوٰۃ و السلام شائع کیے اور کیے جاتے ہیں۔ میں بھی اپنے **حالات** و الہامات الٰہیہ کو ایک رسالہ کے طور پر جمع کر رہا ہوں انشاء اللہ تعالیٰ کسی وقت شائع کرونگا

(خویم محمد افضل خان صاحب نے میرا حال کسی قدر اختصار سے اخبار الحکم نمبر ۱۲ جلد ۵ - ۳۱ء)

مارچ ۱۹۰۱ء میں تحریر فرمایا ہے۔ دراصل بہت سے خواب و الہام حسبِ پیشین از وقت اپنی جماعت کی احباب کے روبرو بیان کیے جو اُن کے سامنے پورے ہوئے۔ اُن نشانات میں سے ذیل کا نشان عرصہ ۴-۵ سال کے بعد پورا ہوا ہے جس وقت یہ نشان یہاں ہوا تھا سوائے تمسخر کے مخالفین نے کچھ نہ کہا۔ مگر میرے دل میں بڑا زور اور یقین بھرا ہوا تھا میں نے کثرت سے لوگوں کو تائیدیہ تحریر و تقریر اطلاع دی کہ مجھے حضرت رب العالمین نے بشارت دی ہے کہ تجکو یعنی اس عاجز کو ۵۰؍ پچاس روپے تنخواہ اور کچھ سفر خرچ ملے گا ۱۸۹۶ء میں لگاتار مجھے رویا وغیرہ کے ذریعہ سے یہ بشارت ملتی رہی مگر اکتوبر ۱۸۹۶ء میں میں واپس پنجاب کو چلا آیا پھر دوبارہ حسب وعدہ خداوندی جمعدار نمیں بمشاہرہ (۲۵) روپے ماہوار کے جون ۱۹۰۱ء میں بھرتی ہو کر آیا اس قلیل تنخواہ پر کون کہہ سکتا ہے کہ یہ پیشگوئی پوری ہوگی مگر مجھے بار بار یہی سمجھایا جاتا تھا کہ اللہ تعالےٰ قادر ہے چنانچہ اخویم ڈاکٹر رحمت علی صاحب نے مجھے میڈیکل ڈیپارٹمنٹ میں سٹور کلرک کی جگہ کے واسطے تبدیل کرالیا اور دو ماہ بعد یعنی یکم اکتوبر ۱۹۰۱ء کو ؍۵ مجھے ترقی ملگئی اب یہ سال بتمام خیریت گذرنے پر مجھے حسب سفارش سینئر میڈیکل افسر ڈاکٹر سیوکنگ صاحب ؍۵ ترقی عطا ہوئی جس سے میری تنخواہ ؍۳۵ ہوگئی اور ؍۱۵ روپیہ الونس بھی ملے گا کل روپیہ ملکر اب مجھے ؍۵۰ روپیہ تنخواہ ملا کرے گی۔ یہ اللہ تعالےٰ کا بہت بڑا فضل ہے اس طرح سے یہ پیشگوئی حضرت رب العالمین نے پوری فرمائی

خاکسار نور احمد جالندھری حال وارد افریقہ نیروبی

بقیہ مختصر نوٹ

اٹاوہ سے **اٹاوہ پنچ** نام شروع اکتوبر سے ایک جدید اخبار جاری ہوا ہے جسکی ایڈیٹر و مالک **مولوی صادق حسین صاحب** احمدی مختار اٹاوہ ہیں۔ یہ اخبار ۲۶+۲۰ کے آٹھ صفحوں پر شائع ہوتا ہے + دیگر مضامین کے علاوہ حضرت اقدس حجۃ اللہ علی الارض مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے سلسلہ عالیہ کی متعلق مضامین بھی درج کرنے شروع کیے گئے ہیں جس سے امید ہو سکتی ہے کہ سلسلہ عالیہ کی تبلیغ اس سے خوب ہوگی + ہماری دلی آرزو ہے کہ خدا اسکو کامیاب کرے جو صاحب چاہیں۔ ایڈیٹر اٹاوہ پنچ اٹاوہ کے نام درخواست بھیجکر منگوالیں۔

عیسائیوں کا عقیدہ ہے کہ باپ خدا ازلی بیٹا خدا ازلی۔ اسپر ولایت کا فری تھنکر اخبار لکھتا ہے کہ باپ اور بیٹا ایک ہی عمر کے ہوئے اور یہ **تعجب خیز بات** ہے

دریں چہ شک

وہی اخبار لکھتا ہے کہ خدا میں خدا داخل ہوا یہ بیہودہ بات ہے کیونکہ بیٹے خدا پر روح القدس اُترا۔ بات تو معقول ہے عیسائی کیا جواب دیتے ہیں۔ ؟

عیسائی مانتے ہیں اور انجیل میں درج ہی کہ یسوع نے اپنے ساتھ والے چوروں میں سے ایک کو کہا تھا کہ تو آج میرے ساتھ بہشت میں ہوگا لیکن عیسائی عقیدہ کی موافق وہ بجائے بہشت کے تین دن ہاویہ میں رہے تو کیا یہ کہنا جھوٹھ نہ تھا۔ ؟

مسیح نہ باپ تھا نہ وہ شوہر تھا اور نہ کسی جگہ کا بادشاہ تھا پھر اخلاق کے ان شعبوں میں وہ کسی کا رہنما کیونکر ہو سکتا ہے ؟ ؟ ؟

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے کامل نمونہ ہونے کے متعلق قرآن کریم کا دعوےٰ ہے **ولکم فی رسول اللہ اسوۃ حسنۃ لمن کان یرجوا اللہ والیوم الاخر** حقیقت میں نبی کریم **صلی اللہ علیہ وسلم** کی پاک زندگی انسان کی شگفتہ اور نشو و نما یافتہ اور کامل مہذب زندگی کے ہر شعبہ کے لیے نمونہ بہم پہونچاتی ہے ایک مصلح۔ ایک قوم بنانے والا۔ ایک جنگی سپہ سالار۔ ایک غیر قوموں سے برتنے کے آداب کی معرفت کا عارف۔ ایک شوہر۔ ایک باپ۔ ایک عظیم الشان دوست ایک فیاض۔ ایک جواد۔ ایک قادر علی الانتقام ہو کر عفو کر دینے والا۔ ایک جلیل القدر سلطان۔ ایک منقطع الی اللہ درویش غرض تمام اخلاقی شعبوں کا پورا اور کامل نمونہ اور **انک لعلیٰ خلق عظیم** کا مصداق ہے۔

جیسے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اور نبیوں کی طرح ظاہری علم کسی اُستاد سے نہیں پڑھا تھا۔ بلکہ خود خدا ہی آپ کا اُستاد تھا اور آپ نے خدا ہی کے زیر تربیت تمام دینی ہدایت پائی تھی حالانکہ دوسرے نبیوں کے دینی معلومات انسانوں کے ذریعہ سے ہوئی تھی اسی طرح پر آنے والا موعود کا نام جو **مہدی** رکھا گیا اس میں یہ اشارہ ہے کہ وہ آنیوالا علم دین خدا ہی سے حاصل کرے گا اور یہ واقعات صحیحہ نے ثابت کر دکھایا ہے کہ علوم دینیہ میں وہ کسی کا شاگرد نہیں یہی وہ مہدویت ہے جو نبوت محمدیہ کے منہاج پر آکر ملی ہے۔ اور اسرار دین بلا واسطہ اسپر کھولے گئے ہیں +++

حضرت مولوی نور الدین صاحب کا اردو ترجمہ قرآن مجید

اس اشتہار کا عنوان نہ صرف ہماری جماعت کے لیے بلکہ مسلمانان ہند کے لیے ایک بڑی خوشخبری ہے۔ حضرت مولانا موصوف نے قرآن شریف کا ترجمہ طیار فرمایا ہے اور اس کے چھپوانے کا انتظام مجلس منتظمہ مدرسہ تعلیم الاسلام نے اپنے ہاتھ میں لیا ہے اس قرآن شریف کی طرز تحریر بھی انشاء اللہ تعالے بہت ہی پسندیدہ اور واضح ہوگی جس کا مفصل ذکر اس قاعدہ کے دیباچہ میں ہے جو عنقریب مجلس مذکور کی طرف سے شائع ہونے والا ہے۔

اسوقت اس اشتہار کے اشاعت کی غرض اور ہے۔ قرآن شریف مترجم چھپوانے کے لیے قریب تین ہزار روپیہ کے چاہیے لیکن مجلس منتظمہ کے ہاتھ میں مدرسہ کا سرمایہ اسقدر قلیل ہے کہ وہ بمشکل مدرسہ کے بڑھتے ہوئے اخراجات کے لیے چند ماہ کے واسطے کافی ہوسکتا ہے۔ اسلیئے مجلس مذکور نے یہ تجویز کی ہے کہ احباب سے اس کار خیر کے لیے قرض حسنہ طلب کیا جاوے جو کافی تعداد کے فروخت ہونے پر واپس کیا جاوے ایسے کار خیر کے لیے اگر چندہ کے طور پر بھی روپیہ طلب کیا جاتا تو بھی امید تھی کہ احباب اس میں بڑھ بڑھ کر حصہ لیتے لیکن سہولت اور جلدی کے لیئے قرضہ کی تجویز کی گئی ہے اور امید ہے کہ ہمارے احباب کسی قدر تقصوں پر تکلیف گوارا کر کے بھی اس کار خیر میں شریک ہوں گے اور جس قدر جلدی ہوسکے اپنے مالوں سے مدد فرماوینگے تاکہ اس کی اشاعت میں توقف نہ پڑے۔

اس کے ساتھ ہی یہ بھی ضروری ہے کہ جو احباب قرآن شریف کو خریدنا چاہتے ہوں وہ پیشگی قیمت ارسال فرما کر ممنون فرماویں تا اس طرح پر بھی فنڈ اشاعت کو مدد پہونچے اسوقت پیشگی قیمت کے طور پر صرف تین روپے ارسال کیے جاویں قیمت اس کے قریب قریب ہوگی اگر کچھ کمی بیشی ہوئی تو اس کا حساب پھر ہو جائے گا اگر تین سو خریدار کی قیمت پیشگی ہی آجاوے تو نصف کے قریب روپیہ اسی طرح بہم پہونچ سکتا ہے۔ روپیہ بھیجتے وقت اس امر کی تصریح منی آڈر کے کوپن میں ہونی چاہیے کہ آیا روپیہ فنڈ قرآن میں جمع ہوگا یعنی قرضہ کے طور پر ہے یا پیشگی قیمت۔ اس تمام روپیہ کا حساب علحدہ رکھا جائے گا اور اس کی رسیدیں باضابطہ بھیجی جاویں گی۔ اگر احباب کوشش کر کے نومبر کے اندر اندر روپیہ پورا کردیں تو دسمبر میں قرآن شریف چھپنا شروع ہوسکتا ہے جو احباب بجائے قرضہ کے چندہ کے طور پر روپیہ ارسال کرنا پسند فرماویں وہ بھی شکریہ کے ساتھ قبول کیا جاوے گا روپیہ خاکسار راقم کے نام آنا چاہیے اور خط و کتابت اس بارہ میں خاکسار سے ہونی چاہیے۔

الراقم

خاکسار محمد علی سکرٹری مجلس منتظمہ مدرسہ تعلیم الاسلام قادیان

۳۱ اکتوبر ۱۹۰۱ء

نکتہ

نبیوں کے دنیا میں آنے کی یہ غرض نہیں ہوتی کہ لوگ انکی پرستش کریں بلکہ انکو آنے کا اصل منشا یہ ہوتا ہے کہ لوگ ان کے نمونہ پر چلیں اور ان سے تشبہ حاصل کریں اور ان میں فنا ہو کر وہی ہو جائیں۔ اسی لیے **اهدنا الصراط المستقیم** کی تفسیر میں مفسروں کو ماننا پڑا ہے کہ **انعمت علیهم** کی ہدایت سے غرض تشبہ بالا نبیاء ہے جو اصل حقیقت اتباع ہے۔ پس جب تک انسان ایمان۔ اخلاق اور اعمال میں انبیا علیہم السلام کے ہی رنگ پر نہ ہو جاوے وہ کامل نہیں ہوتا اور اس کا کامل نمونہ **مسیح موعود** ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اس پر نبی اور رسول کے لفظ ہی بولے گئے ہیں کیونکہ وہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہی کی چادر کے نیچے سے بولتا ہے اور اسی لیے آپ کی نبوت کی ختمیت کی مہر کو نہیں توڑتا۔ ہاں اگر امت محمدیہ کے غیر میں سے مسیح موعود یا مہدی معہود آتا تو وہ ضرور اس مہر کو توڑ ڈالتا۔ کیونکہ وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم میں فنا ہو کر نہ بولتا بلکہ اپنی مستقل نبوت کی شان سے کلام کرتا۔ اس کی تفصیل ناظرین اگلے نمبر میں انشاء اللہ تعالے ملاحظہ کریں گے اور ختم نبوت کے راز اور مسیح موعود پر نبی اور رسول کے الفاظ کی حقیقت کو ایک لذیذ پیرایہ میں سمجھ لیں گے۔

عیسائی عقیدہ میں جب یہ بات داخل ہے کہ نجات کے لیے اقنوم ثانی کا مجسم ہونا اور پھر اس کی موت اور لعنت ضروری امر ہے بدون اسکے گنہگار ابن آدم کی نجات نہیں ہوسکتی تھی تو پھر خدا باپ کا وجود کس کام آیا؟ اس کا سارا وجود تو کوئی مفید ہستی نہیں جب تک وہ بیٹے کیصورت مجسم ہو کر مار کھاتا ہوا صلیب پر نہ لٹکایا جاوے۔ افسوس ایسے خدا کی حالت تو ابن آدم سے بھی زیادہ قابل رحم ہے۔

الداء والدواء

اس عنوان سے مصری رسالہ المنار میں ایک آرٹیکل شائع ہوا ہے چونکہ اس آرٹیکل کے بعض حصوں پر ہم ریمارک کرنا چاہتے ہیں اس لیے ضروری معلوم ہوتا ہے کہ اس مضمون کو پہلے کامل طور پر درج کر دیا جاوے۔ اور یہ المنار کے اس مضمون پر لکھنے کی ضرورت اس لیے پیش آئی ہے کہ چونکہ الحکم حضرت اقدس حجۃ اللہ علی الارض مسیح موعود کی تبلیغ کے لیے مصر کے اخبارات کے دفتروں میں بھیجا جاتا ہے اس لیے کیا عجیب ہے کہ اس قسم کی تحریکیں وہاں کے اخبارات میں کوئی تحریک پیدا کر سکیں۔ یہ مضمون جو المنار نے لکھا ہے اس میں اپنے مفید مطلب ریمارک کرنے کی بہت بڑی گنجائش ہے جیسا کہ ہم اگلی اشاعتوں میں انشاء اللہ تعالیٰ دکھائیں گے ہمیں امید ہے کہ ناظرین اس کو دلچسپی سے پڑھیں گے۔

([illegible])

الداء والدواء

مذہبی غرور مسلمانوں کی تمام بیماریوں کا اصل اصول ہے

خدا تعالیٰ نے انسان کو بہترین صورت میں پیدا کیا اور اسکو ہر طرح سے معزز اور محترم بنایا۔ اول وہ کمزور تھا اور پھر اسکو قوت اور توانائی عطا کی۔ وہ بالکل جاہل تھا اور کچھ بھی نہ جانتا تھا اسکو عقل اور بنوت اور حواس جو ہدایت کے ذریعے ہیں عطا کیا وہ فقیر اور محتاج تھا اس نے اپنے فضل و کرم سے تمام چیزیں اسکے لیے مسخر کیں ہیں تمام مخلوقات اس کے لیے مسخر ہے اور وہ اس میں تصرف کر کے بذریعہ ان وسائل ہدایت کے جو خدا نے اسکو عطا کیے ہیں تو اس عالم کا سراغ لگاتا اور عجائبات قدرت کے مخفی اسرار کو دریافت کرتا ہے تاکہ انسان اور تمام مخلوقات کے کمالات ان اعلیٰ مدارج پر پہونچ جائیں جنکی قابلیت خدا نے انکی ذات میں ودیعت کی ہے۔ اور لوح محفوظ میں

قل لا یعلم من فی السمٰوٰت والارض الغیب الا اللّٰہ وما یشعرون ایان یبعثون بل ادارک علمھم فی الاخرۃ بل ھم فی شک منھا بل ھم منھا عمون۔

جو لکھا ہے وہ پورا ہو۔ اے پیغمبر کہدو کہ جتنی مخلوقات آسمان و زمین میں ہے ان میں غیب کی بات کو سوائے خدا کے کوئی نہیں جانتا اور نہ لوگوں کو یہ معلوم ہے کہ قیامت کب ہوگی اور وہ دوبارہ اٹھا کر کھڑے کیے جائینگے۔ بات یہ ہے کہ یا تو آخرت کے بارہ میں ان کے علم کا ہی خاتمہ ہو گیا ہے یا نہیں تو اس کے بارہ میں ان کو شک ہے بلکہ لوگ عیان بوجھکر اندھے بنتے ہیں۔

خدا کی یہ بڑی زبردست اور عظیم الشان حکمت ہے کہ اس نے ہر ایک فرد کی جداگانہ زندگی کو اس کی قومی زندگی کا نمونہ بنایا ہے۔ نوع انسان کا ہر ایک فرد بتدریج ترقی کرتا ہی اور اپنی نوع کے دیگر افراد اور مخلوقات سے متاثر ہو کر تربیت پاتا ہے۔ منجملہ ان کے بعض افراد تو نشو و نما پاتے اور متواتر ترقی کرتے چلے جاتے ہیں اور بعض افراد کی طبائع میں امراض یا فساد عارض ہو جاتے ہیں جنکی وجہ سے ان کی ترقی کی رفتار رک جاتی ہے۔ پس یا تو وہ شفایاب ہو کر ترقی کرتے ہیں اور یا موت ان کو فنا کر دیتی اور صفحہ ہستی سے انکا نام و نشان مٹا دیتی ہے۔ بعینہ یہی حالت قوموں کی بلحاظ ان کی ترقی اور تنزل اور زندگی اور موت کے ہے جیسا کہ تواریخ کی کتابوں میں ان کے عبرت ناک قصے مذکور ہیں۔ جسطرح انکی سعادت اور خوش نصیبی ان کے ذاتی اعمال کا نتیجہ ہوتی ہے اسی طرح انکی شقاوت اور بدبختی بھی صرف ان کے ذاتی افعال کا نتیجہ ہوتی ہے وما ظلمھم اللّٰہ ولکن کانوا انفسھم یظلمون۔"

بعض لوگوں نے نیک کاموں میں اپنے حواس سے مدد لی اور بعض نے بدکاریوں میں ان کا استعمال کیا بعض قوموں نے عقل کی مدد سے دنیا میں بڑے بڑے عظیم الشان اور نمایاں کام انجام دیئے اور بعض قوموں نے اسکو صرف بداطواریوں اور ناہنجاریوں میں صرف کیا۔ مذہب کے ذریعہ سے ہی بعض قوموں نے ہدایت حاصل کی اور بعض قومیں اس کے ذریعہ سے عذاب الیم میں گرفتار ہوئیں۔ اور اہل کتاب جو جدا جدا فرقے

وما تفرقوا الا من بعد ما جاءھم العلم بغیا بینھم

ہوئے تو سمجھ آنے کے پیچھے اپنی باہمی ضد سے ہوئے۔

اور اسپر بھی لوگوں کا اختلاف بند نہوا کہ جن لوگوں کو کتاب دی گئی تھی وہی لوگ اپنے پاس کھلے کھلے احکام آئے پیچھے آپس کی ضد سے لگے ان میں اختلاف کرنے۔

وما اختلف فیہ الا الذین اوتوہ من بعد ما جاءھم البینات۔

ولقد ذرانا لجھنم کثیرا من الجن والانس لھم قلوب لا یفقھون بھا ولھم اعین لا یبصرون بھا ولھم اذان لا یسمعون بھا اولئک کالانعام بل ھم اضل اولئک ھم الغافلون۔

اور ہم نے بہتیرے جن اور انسان جہنم ہی کے لیے پیدا کیے ہیں ان کے دل تو ہیں مگر ان سے سمجھنے کا کام نہیں لیتے اور انکے کان بھی ہیں مگر ان سے سننے کا کام نہیں لیتے غرض یہ لوگ چارپایوں کی مثل ہیں بلکہ ان سے بھی گئے گذرے ہوئے یہی وہ لوگ ہیں جو دین سے بالکل بے خبر ہیں

ہم سے پہلے اکثر قومیں مذہبی غرور میں مبتلا ہو کر تباہی اور بربادی کا شکار ہو چکی ہیں انہوں نے خیال کیا تھا کہ صرف مذہب کی طرف منسوب ہونا سعادت و فلاح کا کفیل اور انکی کامیابی و مددگار ہے۔ انہوں نے افعال و اعمال میں کوتاہی کی اور ترقی کے بعد تنزل کیطرف گرنے لگے جسکا نتیجہ ہوا کہ وہ ذلت اور رسوائی میں مبتلا ہو کر اور طرح طرح کی مصیبتیں جھیلکر دنیا سے رخصت ہوئے۔ اور انبیا کیطرف منسوب ہونا اصفیا پر بھروسا کرنا اولیا سے مدد مانگنا ان کے کچھ بھی کام نہ آیا اور نہ ان کے اس قول نے انکو کچھ فائدہ پہونچایا کہ ہم خدا کے فضل و اعلیٰ ترین گروہ ہیں جسکو خدا نے دنیا کی تمام قوموں پر فضیلت

اور برگزیدہ کیا ہے ہم اُس کی مقدس کتاب توریت کے اُٹھانے والے ہیں۔

الم تر الی الذین اوتوا نصیبا من الکتب یدعون الی کتاب اللہ لیحکم بینھم ثم یتولی فریق منھم وھم معرضون۔ ذلک بانھم قالوا لن تمسنا النار الا ایاما معدودت وغرھم فی دینھم ما کانوا یفترون

اے پیغمبر کیا تمنے اُن علمای یہود کے حال پر نظر نہیں کی جنکو علم (کتاب توراۃ) سے ایک حصہ ملا تہا اب اُن کو کتاب اللہ یعنی اُسی توراۃ کی طرف بلایا جاتا ہے تاکہ وہی انکا جہگڑا چکا دے اسپر بہی اُنہیں کا ایک گروہ پہر بیٹہتا ہے اور وہ (تسلیم حکم توراۃ سے) منحرف ہیں یہ خود سری اُنہیں اس سے پیدا ہوئی کہ انکو دعویٰ ہے کہ ہمکو دوزخ کی آگ چہوئیگی بہی تو بس گنتی کے چند روز اور جو بالکل برخلاف ہے۔ پس اس کے بعد فلاں بزرگ کے قول سے حجت پکڑنا اور فلاں مشائخ کے اوراد وظائف پر بہروسا کرنا سراسر جنون نہیں تو اور کیا ہے

ام حسب الذین اجترحوا السیئات ان نجعلھم کالذین امنوا وعملوا الصلحت سواء محیاھم ومماتھم ساء ما یحکمون۔

جو لوگ بدکرداریوں کے مرتکب ہوتے رہتے ہیں کیا اُنہوں نے یہ خیال کر رکہا ہے کہ ہم انکو اُن ہی لوگوں جیسا کردیں گے جو ایمان لائے اور ایمان کے علاوہ اُنہوں نے نیک عمل بہی کیے کہ ان سب کا مرنا اور ان سب کا جینا ایک ہی طرح کا ہو یہ لوگ کیا ہی برے حکم لگایا کرتے ہیں۔

مسلمان بلحاظ اپنے مذہبی غرور کے کسی خاص حد پر قائم نہیں رہے بلکہ اُس کا اثر تمام چیزوں پر عام ہوگیا۔ عام جو مذہبی اصول اور مذہبی اسرار کی طرف رہنمائی کرنے والا ہے اُس کی نسبت اُنہوں نے حکم لگا دیا کہ وہ مذہب کا حریف اور اسکی پیروی سے انسان کو باز رکہنے والا ہے مذہب جو دنیا کی درستی اور اصلاح اور آبادانی کا حکم دیتا ہے اُنہیں نے سمجہا کہ وہ دنیا کی بربادی اور ویرانی کا خواستگار ہے۔ عقل جسپر مذہب کا دارومدار ہے اُسکو مذہب کا دشمن بنا دیا۔ جب ان پر اس مذہبی غرور اور مذہبی غلط فہمی کی پاداش میں سخت اور ناقابل برداشت مصیبتیں نازل ہوئیں تو وہ بذات خود ہر ایک چیز کے حاصل کرنے سے مایوس ہوگئے اور اپنے دلو پر ناامیدی کی مہر لگا کر اسکو مذہبی جامہ پہنا دیا۔ کیونکہ اُنہوں نے اسبات کا اقرار کیا کہ مسلمانوں کا موجودہ تنزل قرب قیامت کی ایک علامت ہے اور یہ تنزل صرف مھدی موعود کے ذریعہ سے رفع ہوگا جن کے ظاہر ہونیکی بہت تہوڑی مدت باقی رہ گئی ہے اور استعداد اور قومی اتحاد و اتفاق کے ذریعہ سے نہیں بلکہ امام موعود کی کرامات اور خرق عادات کی بدولت یہ تنزل رفع ہوگا اور مسلمانوں کی قوم پہر چند روز کے لیے ترقی کرے گی مگر یہ ترقی بہی افاقۃ الموت سے زیادہ قائم رہنے والی نہ ہوگی اور عنقریب گل ہونیوالے چراغ کی آخری چمک دمک کیطرح بہت جلد زائل ہوجائے گی اور اس کے تہوڑے عرصہ بعد قیامت برپا ہوگی اور تمام دنیا اور زمین و آسمان درہم برہم ہوجائیں گے اس قسم کے لغو خیالات جو عام طور پر مسلمانوں میں شائع ہورہے ہیں اُن کے نقصانات ہم المنار کے گذشتہ نمبروں بیان کرچکے ہیں اور لکہہ چکے ہیں کہ قیامت کا حال ہم سے پوشیدہ رکہا گیا ہے۔

یسئلونک کانک حفی عنھا قل انما علمھا عند اللہ ولکن اکثر الناس لا یعلمون۔

جو کچہہ ہم اوپر بیان کرچکے ہیں اُس سے معلوم ہوتا ہے کہ مسلمانوں کے تمام قومی امراض جنکی وجہ سے وہ دنیا کی تمام قوموں کے مقابلہ میں کمزور اور پسپا ہوگئے ہیں اُن کا اصل اصول صرف ایک مرض ہے اور وہ۔ مذہبی غرور اور مذہبی غلط فہمی ہے۔ اس خطرناک مرض سے شفا پانا کچہہ مشکل یا ناممکن نہیں ہے۔ ہاں باوجود اُس مرض کے باقی رہتے کے انکی اصلاح ہونا مشکل ہے وہ مجرب دوا جو اس مرض کو دفع کرنے والی ہے یہ ہے کہ مسلمانوں کو قوانین فطرت اور اصول اجتماع کے مطابق جس کی طرف ہم اپنے آرٹیکل کے ابتدائی حصہ میں اشارہ کرچکے ہیں تعلیم و تربیت دیجائے اور یہ بات اُن کے ذہن نشین کی جائے کہ ابتدائی قوموں میں جو ترقی اور عروج مسلمانوں کو اپنے مذہب کی بدولت حاصل ہوا تہا وہ مذہب کے کسی مخفی رموز و اسرار کی برکت سے نہیں تہا اور نہ جو لوگ اُس زمانہ میں مسلمان کہلاتے تہے اُن کے ساتہہ خدا کو محبت تہی کیونکہ اُس کی ذات پاک ذوات اور اعیان کے عشق سے منزہ اور مقدس ہے اور انسانی افعال کی طرح اُس کے افعال معلل بالاغراض نہیں ہیں بلکہ انکی عروج پانے اور ترقی حاصل کرنے کی یہی وجہ تہی کہ خدا نے اُنکو ایسے اصول اور ایسی صفات اور ایسے افعال کیطرف ہدایت اور رہنمائی کی تہی جو قوموں کو ترقی دینے والے ہیں اور اُنہوں نے اس ہدایت کو صحیح صحیح سمجہا اور ٹہیک ٹہیک اُسپر عمل کیا تہا۔ جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ اُن کو دنیا کی تمام قوموں پر ترقی اور برتری حاصل ہوئی۔ مگر جب مسلمان غلط فہمیوں میں مبتلا ہوگئے تو یہ حالت بالکل معکوس ہوگئی۔ عقل اور حواس کے ذریعہ سے بعض لوگ ہدایت پاتے اور بعض گمراہ ہوجاتے ہیں۔

وخلق اللہ السموات والارض بالحق ولتجزی کل نفس بما کسبت وھم لا یظلمون افرایت من اتخذ الہہ ھواہ واضلہ اللہ علی علم وختم علی سمعہ وقلبہ وجعل علی بصرہ غشاوۃ فمن یھدیہ من بعد اللہ افلا تذکرون۔»

اللہ نے آسمان اور زمین کو ایک غرض اور مصلحت سے پیدا کیا ہے اور مقصود یہ ہے کہ ہر شخص کو اسکو کیے کا بدلا دیا جائے چنانچہ قیامت میں ایسا ہی ہوگا اور لوگوں پر کسی طرح کا ظلم نہیں کیا جائے گا۔ اے پیغمبر بہلا تمنے اُس شخص کے حال پر بہی نظر کی جس نے اپنی خواہش نفسانی کو اپنا معبود بنا رکہا ہے اور علم ہوتے ساتہے اللہ نے اُسکو

+ المنار کے اس حصہ مضمون پر بہی بحث کیجائیگی انشاءاللہ- ایڈیٹر

گمراہ کردیا ہے اور اس کے کانوں پر اور اس کے دل پر مہر لگادی ہے اور اس کی آنکھوں پر پردہ ڈالدیا ہے تو خدا کے گمراہ کیے پیچھے اسکو کون ہدایت دے سکتا ہے کیا تم لوگ غور و فکر کو کام میں نہیں لاتے۔

مسلمانوں کی اصلاح کا پہلا رکن

رکن خالص توحید ہے جو انسان کے دل کو اوہام اور خرافات کے زنگ سے پاک صاف کرتی اور انسانی نفوس کو دجالوں اور فریب بازوں کے شعبدوں اور دجالیوں سے محفوظ رکھتی ہے اور پھر اس بات کا کامل یقین رکھنا ہے کہ قوانین فطرت جو خدا کے حکم اور اسکی مرضی سے عالم میں جاری اور ساری ہیں ان میں ہرگز تبدیل اور تخلف نہیں ہوسکتا۔ جو قومیں ان غیر متغیر قوانین کے مطابق چلتی ہیں وہ کامیاب ہوتی ہیں جو اور قومیں ان سے انحراف کرتی ہیں وہ تباہ اور ہلاک ہوجاتی ہیں۔ اور پھر سیاست کا یقین کرنا کہ بحکم

وان لیس للانسان الا ما سعی وان سعیہ سوف یری ثم یجزاہ الجزاء الاوفی	انسان کو اتنا ہی ملے گا جتنی اس نے کوشش کی اور یہ کہ اس

کی کوشش آگے چلکر قیامت کے دن دیکھی جاوے گی پھر اسکو اسکا پورا پورا بدلا ملے گا دنیا اور آخرۃ کے لئے ایک عام حکم ہے اور پھر اس امر کا اعتقاد رکھنا کہ جو کام قومی مصلحتوں کے خلاف اور اس کی منفعتوں کے منافی ہو وہ دین و دنیا میں خدا کی ناراضی کا باعث ہے۔ ان سب باتوں کے علاوہ مسلمانوں میں ایک ایسی جماعت ہونی چاہیے جو خود بھی قوم کی بہبودی اور بہتری کے کام انجام دے اور عام مسلمانوں کو بھی ایسے کاموں کی تحریص اور ترغیب دے۔

ولتکن منکم امۃ یدعون الی الخیر ویامرون بالمعروف وینھون عن المنکر واولٰئک ھم المفلحون	اور تم میں ایک ایسا گروہ بھی ہونا چاہیے جو لوگوں کو نیک کاموں کیطرف بلائیں اور اچھے کام

کرنیکو کہیں اور برے کاموں سے منع کریں اور آخرت میں ایسے ہی لوگ اپنی مراد کو پہونچیں گے۔

ہمکو پورا بھروسا ہے کہ علم اور اس کے عجائبات اور نیچر کے مخفی اسرار جو عقلا نے دریافت کیے ہیں یا جو آیندہ زمانہ میں دریافت کریں گے یہ تمام کوششیں اور خدمتیں مذہب فطرت کو تمام مذاہب پر غالب کرنے کے لیے ہیں۔ جس کا حال کسی وقت ظاہر ہوگا اور مذہب کے حق کی دعوت کا آخر بول بالا ہوگا لیکن زمانہ کی تعیین نہیں کی جاسکتی

سنریھم ایاتنا فی الآفاق وفی انفسھم حتی یتبین لھم انہ الحق اولم یکف بربک انہ علی کل شئ شہید

(المنار)

مختلف واقعات

دنیا میں سب سے چھوٹا گھوڑا۔ دنیا میں سب سے چھوٹا گھوڑا اسوقت فرانس کے ایک دیہاتی سرکس میں ہے اس کی عمر چار سال کی ہے اور قد صرف تین فیٹ ہے۔ جب اسے ایک بڑے کتے کے ساتھ کھڑا کیا جاتے تو وہ قد میں اس سے ذرا ہی بلند ہوتا ہے۔ دیہاتی اس گھوڑے کو بڑے پیار سے شہزادہ آسا کہتے ہیں اور یہ ایس لینڈ کے ٹٹوؤں کی نسل سے ہے۔

نمک پر بسایا ہوا شہر۔ ملک پولنڈ کا جو حصہ زیر حکومت آسٹریا کے ہے اس کے صوبہ گیلیشیا میں تہ زمین میں ایک چھوٹا سا شہر آباد ہے جسکی مردم شماری کل ایک ہزار ہے اس شہر کے باشندوں سے کئی اشخاص ایسے بھی نکلیں گے جنہوں نے آجتک آفتاب کی روشنی دیکھی ہی نہیں۔ اس شہر کو کان نمک کا شہر کہتے ہیں۔ یہ شہر سطح زمین سے کئی فیٹ کی گہرائی میں واقع ہے۔

اس شہر میں ایک ٹون ہال ایک ناٹک گھر اور ایک چھوٹا سا دیول بنا ہوا ہے جسمیں خوشنما پتلے وغیرہ موجود ہیں اور یہ تمام عمارتیں نمک کی سلوں سے تیار کیے گئے ہیں۔ اس شہر کے رستے خوش وضع اور انمیں بڑے بڑے چوک بنے ہوے ہیں اور تمام شہر میں برقی روشنی کی جاتی ہے۔

نہایت مالدار بھکاری۔ چند روز کے قبل فرانس میں شارع عام پر مانگتے ہوے ایک شخصکو پولیس نے گرفتار کیا۔ وہاں پر راستوں میں بھیک مانگنے کی قانوناً ممانعت ہے۔ مجسٹریٹ کے اجلاس میں چالان کرنے سے پہلے پولیس نے اس کے حجرہ کی تلاشی کی تو چالیس ہزار پونڈ قیمت کی پرامیسری نوٹ ایک پرانے اور بوسیدہ صندوق میں ایک سڑے گلے اور پھٹے ہوے چیتھڑے میں لپیٹے ہوے اہالیان پولیس کو دستیاب ہوے۔

تخمیناً دو سال کے قبل فرانس میں ایک بھکاری فوت ہوا پولیس نے اس کے مسکن کی تلاشی لی تو تیس ہزار روپیہ کے سرکاری پرامیسری نوٹ نکلے اور اس کی جیب سے ایک مختصر سی چٹھی نکلی جس میں اس بھکاری نے وصیت کی تھی۔ وصیت نامہ کا مضمون تھا کہ پیرس کے محتاجوں کو نصف رقم اور غیر شخصوں پر احسان کرنے والی جماعت کو نصف رقم دیجاوے۔

حال میں نیو یارک (امریکہ) میں ایک شخصکو بھیک مانگنے کے الزام میں پولیس نے گرفتار کیا۔ بوقت تحقیقات مجسٹریٹ کو معلوم ہوا کہ اس کے پاس تیس ہزار پونڈ موجود ہیں۔ پولیس کو تفتیش کرنے سے یہ بات ثابت ہوئی کہ تخمیناً بیس سال سے قبل یہ شخص ملک روس سے امریکہ میں آیا اور بھیک مانگنے کا پیشہ اختیار کیا اور گداگری کو حصول منفعت کا بڑا ذریعہ سمجھنے لگا۔

لوگوں کو اپنے حال پر رحم آوے اس نیت سے اس نے برابر سورج کی طرف ایک مدت تک ٹکٹکی باندھکے دیکھتے ہوے اپنی بصارت کھودی۔

دس سال کے قبل بھیک مانگنے کے الزام میں اسکو گرفتار کرکے اسپر مقدمہ قائم کیا گیا۔ مجسٹریٹ نے بعد تحقیقات اسکو جزیرہ بلیک ویل میں جلاوطن کردینے کی سزا دی۔ حکم سزا سنتے ہی اس نے شکایت کی اور بڑبڑانے لگا کہ میرا بھیک مانگنے کا دہندا سب سے اچھا ہے قید کی کوٹھڑی میں جلتے ہوے اس نے اپنے

بدن کے چیتھڑوں میں سے ایک ڈبہ نکالکر اپنے چچا کے جو وہاں پر موجود تہا حوالہ کیا۔ اہالیان پولیس نے ڈبہ کہولکر دیکہا تو اُس میں سے آٹھ سو پونڈ کے نوٹ برآمد ہوئے۔ اور بہی کئی دفعہ اس شخص پر بہیک مانگنے کے الزام میں مقدمے کیے گئے۔ ہر ان مقدمات میں ایک پونڈ سے زیادہ جرمانہ نہ ہوتا تو وہ بخا سوینٹی تمام ادا کردیتا۔ اور بوقت ادائے جرمانہ وہ شخص اپنے ڈبہ میں سے ایک ایک سینٹ نام کا سکہ بہت سنج والم کے ساتہ نکالتا۔ اور اگر جرمانہ کی مقدار ایک پونڈ سے زائد ہوتی تو وہ اُس کے عوض سزائے قید بہگتنی قبول کرتا تہا۔

جعلی دستخط کرنے کے الزام میں سب سے زیادہ متمول اور بہکاری کو سات سال کی قید کی سزا دی گئی۔ یہ شخص جنم ہی سے بیت وپا تہا اُس کی بدنی حالت زار پر لوگ رحم کرتے اور بتعداد وقات کے لیے روپیہ سے امداد دیتے اُس کی چالیس سال کی عمر میں اُس کے پاس پندرہ ہزار پونڈ جمع ہوئے تہے اور آٹھ سال کی مدت میں اُس نے بیاج بٹہ وغیرہ کرکے تیس ہزار پونڈ کیے۔ اس کے علاوہ اُس نے بہت اِملاک خریدنے میں صرف کیا جسمیں اُسکو اسقدر منافع حاصل ہوا کہ اگر وہ املاک فروخت کرتا تو اُس کے عوض میں اُس بہکاری کو پچاس ہزار پونڈ ملتے۔

دنیا کی زبانیں ۔ یہ بات تو ہر شخص جانتا ہے کہ مختلف ممالک میں مختلف زبانیں رائج ہیں۔ مگر ٹہیک تعداد کسی کے خواب و خیال میں بہی نہ ہوگی۔ مشہور جغرافیہ داں بالبی کا بیان ہے کہ روئے زمین پر چہ سو اسی زبانیں مستند اور شستہ ہیں اور پانچسو ایسی زبانیں ہیں جو رائج تو ہیں مگر علم ادب کے لحاظ سے نہایت ادنیٰ حالت میں ہیں۔

ایک اور جغرافیہ داں کہتا ہے کہ ایسی نئی زبانوں کی تعداد کا اندازہ کرنے میں صریحاً مبالغہ سے کام لیا ہے۔ یہ تعداد کسی صورت میں تین ہزار چونسٹھ سے زیادہ نہیں ہوسکتی

سرکاری تعطیلیں سرکاری تعطیلوں کے سوال پر گورنمنٹ انڈیا نے ایک حکم نافذ کیا ہے جسمیں قرار دیا گیا ہے کہ خاص مقامی تہواروں کو چہوڑ کر باقی تمام تعطیلیں کل صوبجات ماتحت میں یکساں پیمانہ پر مقرر کی جاویں۔ کرسمس تہوار کی سب سے زیادہ چہٹیاں مدراس میں ہوتی ہیں اور بعض جگہ صرف تین دن یعنی ۲۶ و ۲۷ و ۲۸ دسمبر کی ہوتی ہیں۔ حکم ہوا کہ ہر جگہ عیسائی تہوار کی تعطیلیں ۲۵ دسمبر سے یکم جنوری تک ہوں گی۔ اور ۲ جنوری سے دفاتر کہلا کریں گے گڈ فرائڈے کے عیسائی تہوار کی تعطیلیں بجائے ایک کے چار کردی گئی ہیں کہ علاوہ جمعہ کے شنبہ اور دوشنبہ کو بہی کل دفاتر بند رہیں گے گو باقی دو تعطیلیں شنبہ و دوشنبہ کی اضافہ کی گئیں۔ یہ پادریوں کے زور دینے سے ہے علاوہ اسکے عیسائیوں کی تعطیلیں واقعی بہت کم ہیں۔ یہ اضافہ قبول کیا گیا ہے۔ خاص تعطیلیں سرکاری سال بہر میں دو ہونگی یعنی ۲۴ مئی ملکہ قیصرہ خلد آشیان کے روز ولادت کی اور ۹ نومبر شاہ عالم پناہ قیصر ایڈورڈ ہفتم دام اقبالہ کے جنم دن کی۔ بنگالہ میں درگا پوجا اور بمبئی میں دیوالی کے تہوار کی چہٹیاں بہت زیادہ ہیں۔ انکی بہی خوب سہی کہ اصلاح کی جاوے۔

ہلاکت ہندوستان میں جنگلی جانوروں اور سانپوں سے انسانی جانوں کا زیاں ہر سال ہوتا ہے پچہلے سال اس میں مقابلۃً ترقی پائی گئی۔ جنگلی جانوروں سے تین ہزار چارسو چوالیس جانیں ہلاک ہوئیں اور سانپوں سے چوبیس ہزار آٹھ سو سینتیس ہلاکتیں وقوع میں آئیں۔ جو مویشی جنگلی جانوروں نے پہاڑے اکاسی ہزار آٹھ سو نوے تہے اور نو ہزار پانچسو چالیس مویشی سانپوں نے ڈسکر مار ڈالی بخلاف اس کے سترہ ہزار دو سو پچاس جنگلی جانور اٹہاسی ہزار دو سو بتیس سانپ مرائے گئے جو جنگلی جانور مروائے گئے ان میں دو ہزار آٹھ سو ستر بہیڑیے تہے ایکہزار آٹھ سو چالیس بگہیلے ایکہزار تین سو چودہ شیر چار ہزار چار سو اسی چیتے جنگلی جانوروں کو مروانے پر تین ہزار دو سو پچاس روپیہ انعام میں خرچ ہوا۔ سانپوں کو جو لوگ مرواتے ہیں نصف کے قریب تعداد کل کی ایک چوتہائی ممالک شمال مغرب و اودہ میں

بیعت

۱ مولوی عبد اللہ صاحب موضع چہتر ضلع ہزارہ تحصیل مانسہرہ ڈاکخانہ مانسہرہ سابق پیر مہر علی شاہ گولڑہ

۲ چودہری غلام حسن صاحب موضع نوپہری والہ تحصیل وزیر آباد ضلع گوجرانوالہ حال وارد اسٹیشن ماسٹر ٹوبا ٹیک سنگہ ضلع جہنگ۔

۳ نواب الدین صاحب کلرک موضع جگت پورہ ضلع امرتسر حال پلٹن نمبر ۲۳ راولپنڈی

۴ غلام حسین صاحب سپاہی پلٹن ساکن پوچال کلاں تحصیل پنڈ دادنخان ضلع جہلم۔

۵ فرزند علی صاحب جگت پورہ امرتسر

۶ اہلیہ نواب الدین صاحب موصوف

۷ مولوی حبیب اللہ صاحب موضع بانڈی ڈہونڈاں تحصیل ایبٹ آباد ضلع ہزارہ

۸ مولوی محمد عثمان غنی صاحب۔ منی پور

۹ ملک اسلام مدرس اسکول جوڑ ہاٹ

۱۰ تحمل حسین صاحب پہونگام محلہ شیخان ضلع مین پوری۔

۱۱ مسماۃ زینب بی بی زوجہ شیخ منگلو۔ الہ آباد محلہ کڑا شہر الہ آباد

۱۲ سید نہال احمد صاحب ولد سید آل احمد صاحب

۱۳ مسماۃ نور بی بی زوجہ اکبر علی صاحب۔

۱۴ فاطمہ بی بی ہمشیرہ کلاں سید فرزند حسین

۱۵ مسماۃ بشیر النساء زوجہ محمد حسن صاحب

۱۶ مسماۃ خیر النساء دختر کلاں شیخ منگلو

۱۷ محمد یحییٰ صاحب۔ دانہ تحصیل مانسہرہ ضلع ہزارہ

۱۸ محمد اسحٰق صاحب ولد غلام رسول صاحب نائب مدرس سکول بجواڑہ ضلع ہوشیارپور

۱۹ مسماۃ ذاکری دختر مولا بخش صاحب۔ الہ آباد

۲۰ عبد اللہ صاحب۔ طالب علم سوم مڈل پسرور ضلع سیالکوٹ۔

۲۱ محمد خان صاحب جمعدار۔ اسٹیشن ناتہیال ضلع پشاور لین نوشہرہ درگئی ریلوے

انوار احمدیہ پریس قادیان میں مہتمم یعقوب علی تراب احمدی مالک و ایڈیٹر کے لئے چہپا۔